صوبائی اسمبلی خیبر پختونخوا

اسمبلی کا اجلاس، اسمبلی چیمبر پشاور میں بروز جمعة المبارک مورخہ 19 اکتوبر 2018ء بمطابق 9 صفر المظفر 1440 ہجری صبح دس بجکر پندرہ منٹ پر منعقد ہوا۔

جناب سپیکر، مشتاق احمد غنی، مسند صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت کلام پاک اور اس کا ترجمہ

اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ ٱلشَّیۡطَـٰنِ ٱلرَّجِیمِ۔ بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِیمِ۔

قُلِ ٱللَّهُمَّ مَـٰلِكَ ٱلۡمُلۡكِ تُؤۡتِی ٱلۡمُلۡكَ مَن تَشَاۤءُ وَتَنزِعُ ٱلۡمُلۡكَ مِمَّن تَشَاۤءُ وَتُعِزُّ مَن تَشَاۤءُ وَتُذِلُّ مَن تَشَاۤءُ بِیَدِكَ ٱلۡخَیۡرُ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَیۡءࣲ قَدِیرࣱ ○ تُولِجُ ٱلَّیۡلَ فِی ٱلنَّهَارِ وَتُولِجُ ٱلنَّهَارَ فِی ٱلَّیۡلِ وَتُخۡرِجُ ٱلۡحَیَّ مِنَ ٱلۡمَیِّتِ وَتُخۡرِجُ ٱلۡمَیِّتَ مِنَ ٱلۡحَیِّ وَتَرۡزُقُ مَن تَشَاۤءُ بِغَیۡرِ حِسَابࣲ ۔

(ترجمہ): کہو کہ اے خدا (اے) بادشاہی کے مالک تو جس کو چاہے بادشاہی بخشے اور جس سے چاہے بادشاہی چھین لے اور جس کو چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلیل کرے ہر طرح کی بھلائی تیرے ہی ہاتھ ہے اور بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔ تو ہی رات کو دن میں داخل کرتا اور تو ہی دن کو رات میں داخل کرتا ہے تو ہی بے جان سے جاندار پیدا کرتا ہے اور تو ہی جاندار سے بے جان پیدا کرتا ہے اور تو ہی جس کو چاہتا ہے بے شمار رزق بخشتا ہے۔ صَدَقَ ٱللّٰہُ ٱلۡعَظِیم۔

اراکین کی رخصت

جناب سپیکر: بِسۡمِ ٱللهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ Leave application, leave application:
فضل حکیم یوسفزئی صاحب، ایم پی اے 19 اور 20 اکتوبر، صاحبزادہ ثناء اللہ صاحب، ایم پی اے 19 اکتوبر، عارف احمد زئی صاحب، ایم پی اے 19 اکتوبر، مولانا ہدایت الرحمان صاحب 19 اکتوبر، ہشام انعام صاحب، ایم پی اے 19 اکتوبر۔ The leave may be sanctioned?

(تحریک منظور کی گئی)

جناب سپیکر: تھینک یو۔

رسمی کارروائی

جناب سپیکر: جی نگہت بی بی، نگہت اورکزئی کا مائیک آن کریں۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: تھینک یو، جناب سپیکر! جناب سپیکر صاحب، بہت سے لوگوں نے ریکویسٹ کی ہے کہ آپ نے کل ہفتے، پہلے ہمیں نوٹیفکیشن آیا تھا کہ ہفتے اور اتوار کو چھٹی ہے، لیکن بعد میں پھر کل میرے خیال میں نوٹفیکیشن آپ نے جاری کیا ہے کہ ہفتہ اور اتوار جو ہے، وہ چھٹی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی لیڈرز کی مشاورت سے ہوئی تھی۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: مشاورت سے ہوا ہے لیکن جناب، بہت سے لوگ اس پہ تھوڑا سا ان کا اعتراض یہ ہے کہ ایک ہفتہ یا اتوار ہوتا ہے، تو اتوار کو شادیاں ہوتی ہیں، اتوار کو کسی کے گھر جانا ہوتا ہے یا بچوں کو ٹائم دینا ہوتا ہے اور یہ میری نہیں ہے، میرے تو ماشاء اللہ بچے بھی جوان ہیں، میرا سیاست کے بغیر کوئی کام نہیں ہے لیکن بات یہ ہے کہ بہت سے ملازمین نے یہ درخواست کی ہے کہ اگر تو آپ ملازمین کا خیال رکھتے تو کم از کم اتوار کی ایک چھٹی دے دیں، اگر ہم کل وائنڈاپ کر لیتے ہیں اپنی سپیچز کو تو اتوار کی چھٹی دے دیں ورنہ ایک آدھا دن سیشن کو زیادہ لمبا کر دیں۔

جناب سپیکر: یہ کمیٹی میں Deicide ہوا تھا جس میں تمام پارلیمنٹری لیڈرز موجود تھے اور گورنمنٹ کے نمائندے بھی موجود تھے اور اس میں یہ تھا کہ یکم دو تین چار، ان ڈیٹس میں رائیونڈ اجتماع ہے اور بہت سے ہمارے ایم پی ایز صاحبان نے وہاں پہ جانا ہے اس لئے ہم نے، ورنہ یہ سیکنڈ نومبر کو شاید ختم ہو رہا ہے تو ہم اس کو اور طرح سے نزدیک کرنے کے لئے پھر Saturday and Sunday اس کو ہم نے Involve کر دیا تاکہ وہ ہو جائے اور ویسے بھی شادیوں کے ٹائم سے پہلے ان شاء اللہ ہم ختم کر دیں گے۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: جناب سپیکر صاحب، ہماری کسی بھی رشتہ دار کی شادی نہیں ہے، ایک تو یہ ہوتا ہے کہ صحافی برادران بھی جو ہیں تو ظاہر ہے کہ ان کا بھی مسئلہ ہوتا ہے، ظاہر ہے کہ انکی بھی چھٹی ہفتے کی یا اتوار کی ہوتی ہے، ملازمین بھی ہوتے ہیں، وہ ظاہر ہے کہ ان کا بھی مسئلہ ہوتا ہے، گھروں کو جانے کا، تو میں آپ سے درخواست یہ کرتی ہوں کہ خیر ہے سیشن کو Prolong کر دیں، ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے، پارلیمانی لیڈرز نے ہمیں نہیں بتایا، یہ ہمیں آج ہی پتہ چلا ہے کہ یہ اس طریقے سے کل آپ نے سیشن بلایا ہے، بہر حال میں کل کے ایک واقعے کا ذکر ضرور کروں گی جناب، کل اسمبلی میں جو واک آؤٹ کیا تھا صحافیوں نے اور اسکے بعد کسی نے ان سے ان کے واک آؤٹ کی تفصیل نہیں پوچھی ہے، جناب سپیکر صاحب! میں یہاں پہ بڑے افسوس سے کہنا چاہتی ہوں کہ کل پرسوں جو حطار میں جوہری پور کا علاقہ ہے، سر! اگر جواب دے دیں تو پلیز، حطار کے علاقے میں یہ دوسرا تیسرا واقعہ ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ نگہت بی بی پلیز، ایک منٹ مجھے دے دیں۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: میں ان صحافیوں کے بارے میں بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: اس پر اکبر ایوب صاحب نے کل بات کی ہے، دو دفعہ بات کی ہے، ان کے علاقے کا ایشو تھا، واک آؤٹ کیا تھا، پھر میں نے یہاں سے رولنگ بھی دی اور ہم نے آج کسی بھی وقت رپورٹ لے لینی ہے۔ آئی جی پی صاحب کو میں نے کل یہاں سے ہدایت کی تھی، وہ ابھی تھوڑی دیر میں آجائیں گے، So یہ ایشو وہ ہو گیا ہے، ابھی آپ اپنے نمبر پہ اپنی سپیچ کریں اور اس میں آپ بات کر لیں۔ تھینک یو ویری مچ۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: اسی ایشو پر تھوڑی سی بات کرنے کی اجازت دے دی جائے، سر! یہ خیبر پختونخوا میں، خیبر پختونخوا میں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: ابھی ہم ڈیبیٹ کی طرف جاتے ہیں۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: خیبر پختونخوا میں سچی آوازیں دبانے کا مقصد یہ ہے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: کدھر ہے وہ ڈیبیٹ، کدھر ہے وہ لسٹ آف ممبرز؟ تو نگہت اورکزئی صاحبہ آپ بجٹ سپیچ پہ آجائیں۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: شکریہ، جناب سپیکر صاحب! ابھی تو میں پوائنٹس لکھ رہی تھی کہ آپ نے دعوت دے دی لیکن شکریہ ادا کرتی ہوں، حالانکہ جب اے ڈی پی میں نے کھول کے دیکھی تو اے ڈی پی میں ایسا کچھ بھی نہیں تھا کہ جس پہ کوئی عورت بول سکے اور جناب سپیکر! میں نے یہ تین چار دفعہ پہلے بھی

سپیکر سے رولنگ لی تھی اور آپ سے بھی کسی وقت میں رولنگ ضرور لوں گی لیکن اگر آپ سمجھتے ہیں تو پھر بھی میں آئین کا ایک آرٹیکل ہے جو کہ پیج نمبر پندرہ پہ ہے اور آرٹیکل 25 ہے جس میں آئین جو اسلامی جمہوریہ پاکستان کا آئین ہے، وہ کہتا ہے کہ لاء کے آگے ہر Citizens چاہے وہ Male ہو یا Female ہو یا بچے ہوں، وہ برابر ہوتے ہیں اور پھر ایک اور آرٹیکل اسی ہمارے آئین میں ہے کہ جب اسمبلی میں جو بھی Minority یا جو بھی فیمیلز آتی ہیں، ان کو آپ Selected نہیں کہہ سکتے، وہ Elected ہوتی ہیں۔ جناب سپیکر! یہاں پہ جتنی ہماری فیمیلز ہیں، (مداخلت) اسی حلقے پہ ہی آرہی ہوں اور آپ کو بہت اچھی طرح سمجھادوں گی کہ آپ کے حلقے کون کونسے ہیں؟ جناب سپیکر صاحب! ایک ایم پی اے جو ہے وہ اپنی Constituency جو اسکی پندرہ میل پہ بنتی ہے یا بیس میل پہ بنتی ہے یا تیس میل پہ بنتی ہے، وہ اس Constituency کا ذمہ وار ہوتا ہے، اس میں اس نے ڈیویلپمنٹ فنڈ سے کام کرنے ہوتے ہیں، وہ Answerable ہوتا ہے اپنے ووٹرز کے لئے، چاہے وہ اپوزیشن میں ہو، چاہے وہ حکومت میں ہو لیکن جناب سپیکر! جب ووٹ آپ کا آتا ہے تو خفیہ رائے شماری سے آپ کا اور ہمارا ایک ووٹ کاؤنٹ ہوتا ہے۔ اسی طرح جب ڈپٹی سپیکر کا یا سینیٹ کا یا صدر پاکستان کے لئے جب ووٹنگ ہوتی ہے تو عورت اور ینارٹی یہاں پہ الیکٹ ہو کے آتے ہیں، سلیکٹ ہو کے نہیں آتے ہیں، ان کا ووٹ ایک کاؤنٹ ہوتا ہے لیکن جناب سپیکر صاحب! یہاں پہ میں پچھلے پانچ سال سے چلا رہی ہوں اور یہ اب چھٹی بار ہے کہ وہاں سے جب سی ایم اٹھتے ہیں، وہاں سے جب منسٹر اٹھتے ہیں تو وہ یہ کہتے ہیں کہ Ninety nine Constituencies، جناب سپیکر! یہ 26 لوگ اگر Strangers ہیں اس ہاؤس میں، تو ان کو نکال باہر کیجئے، ان کو بالکل نکال باہر کیجئے۔ (تالیاں) اس لئے کہ جب یہ Strangers ہی ہیں تو ان کو آپ نے ہاؤس میں کیوں بٹھایا ہوا ہے؟ جب آپ Ninety nine Constituencies کی بات کرتے ہیں تو اس وقت آئین روتا ہے، اس وقت ہم یہاں روتے ہیں کہ میرا چیف منسٹر، میرا وزیر، میرے لوگ ہمیں سیلکٹڈ کہتے ہیں، حالانکہ اگر وہ ایک لاکھ پچاس ہزار ووٹوں سے یہاں منتخب ہو کے آتا ہے تو ہم منتخب ہو کر آتے ہیں چھ لاکھ ووٹوں سے، ایک فیمیل کا ووٹ جو ہوتا ہے وہ الیکٹ ہو کر آتی ہے، جیسے سینٹ میں الیکٹ ہو کے جاتے ہیں، اسی طرح ہم یہاں پہ الیکٹ ہو کر آتی ہیں لیکن جناب سپیکر! مجھے بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ نہ تو نیشنل اسمبلی میں میں نے یہ رویہ دیکھا، نہ میں نے پنجاب اسمبلی میں یہ رویہ دیکھا، نہ میں نے سندھ اسمبلی میں یہ رویہ دیکھا، نہ میں نے بلوچستان اسمبلی میں رویہ دیکھا، میں نے رویہ دیکھا تو خیبر پختونخوا کے ان

لوگوں کے ذہنوں میں میں نے یہ دیکھا ہے۔ جناب سپیکر صاحب! میں یہ کہنا چاہوں گی کہ ہم نے Mindset کو چیلنج کرنا ہے اور یہ جو آپ این جی اوز کی میٹنگز کرواتے ہیں تو اس میں ہم خواتین کو مت لے جایا کریں، کیونکہ ہمارا Mindset بالکل ٹھیک ہے، اس میں آپ ان مردوں کو جن کے ذہن چھوٹے ہیں، انکو بھیجا کریں تاکہ وہ ٹریننگ لیں، تاکہ وہ ٹریننگ لیں اور بجٹ میں وہی حصہ رکھیں، (مداخلت) دیکھیں، میں نے کسی کی سپیچ میں، میں نے۔۔۔۔

<u>جناب فضل الہی</u>: جناب سپیکر صاحب! یہ نگہت بی بی چیئر کو ایڈریس کر کے بات کریں۔

<u>محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی</u>: میں چیئر کو ہی ایڈریس کر کے بات کر رہی ہوں، آپ آرام سے بیٹھ جائیں، آپ یہاں پہ ہنگامہ بنانا چاہتے ہیں؟

<u>جناب سپیکر</u>: مجھے پتہ ہے کہ آپ کا استحقاق مجروح ہو رہا ہے، لیکن انہوں نے کوئی بات کرنی تھی۔

<u>محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی</u>: نہیں نہیں، آپ کے یہ رعب و دبدبے مجھے کچھ نہیں کر سکتے ہیں، یہاں آپ اپنی تصویریں بنانے کے لئے کر رہے ہیں، جناب سپیکر۔

<u>جناب فضل الہی</u>: جناب سپیکر صاحب! یہ نگہت صاحبہ ہم مردوں پر کیوں اعتراض کرتی ہیں؟

<u>محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی</u>: میں بالکل کرتی ہوں، اس لئے کرتی ہوں کہ تم مرد جو ہو وہ عورتوں کو ذلیل کرتے ہو۔

<u>جناب سپیکر</u>: فضل الہی صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

<u>محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی</u>: مجھے ٹکٹ بالکل مل جائے، مجھے اگر ٹکٹ ملتا ہے تو میری کارکردگی، جناب سپیکر! یہ ہے وہ رویہ، یہ ہے وہ رویہ، یہ ہے وہ رویہ جس کی میں نشاندہی کر رہی تھی، یہ ہے وہ رویہ، گالی گلوچ کا رویہ، یہ ہے غیر پارلیمانی انداز کا رویہ، یہ ہے وہ رویہ کہ انکو ٹریننگ کی ضرورت ہے، ہمیں ٹریننگ کی ضرورت نہیں ہے۔ اب میں آتی ہوں سپیچ پہ، جناب سپیکر! یہ ووٹ وہ تھے کہ اگلے پانچ سالوں پہ اس پہ میرا جھگڑا ہونا تھا، اس لئے آج دل کھول کے یہ بات میں نے آپ کے سامنے کر دی ہے۔ جناب سپیکر! مجھے بتائیں سونامی درخت کا یہاں پہ بڑا ذکر ہوا، یہاں پر جو کرپشن ہوئی، پچھلے جو ون ملین ٹری کی جو کرپشن ہوئی، کیا اس میں آج تک کوئی بندہ ایف آئی اے کو یا کوئی بندہ نیب کو حوالے ہوا؟ کیونکہ اس میں آفیسر بھی ملوث تھے، اس میں کچھ اور لوگ بھی ملوث تھے جن کے خلاف کارروائی عمل میں آئی ہے۔ جناب عالی! قانون کی ہم بات کرتے ہیں تو قانون میں نے جیسے پہلے آپ کو بتایا کہ قانون سب کے لئے یکساں ہے، اس میں کوئی

نہیں ہے، چاہے کوئی مرد ہو، چاہے وہ عورت ہو، چاہے وہ بچے ہوں، تمام Equal Above the law citizens ہیں اس پاکستان کے۔اب ذرائع ابلاغ پہ آتی ہوں، جناب سپیکر صاحب! صحافت کے شعبے میں جو لوگ کام کرتے ہیں، ہمارے لئے انکی جانیں چلی جاتی ہیں، انکو بغیر کسی وجہ کے، بغیر کسی دشمنی کے، کے پی کے میں یہ میرا خیال ہے ساتواں آٹھواں واقعہ ہوگیا ہے کہ انکو مارا جاتا ہے لیکن ان کے میڈیا ہاؤسز جو ہیں، جو میڈیا ہاؤسز ہیں وہ اپنے صحافیوں کی آوازیں دبا دیتے ہیں تاکہ وہ سچی بات نہ لکھ سکیں اور وہ لوگ جو دہشت گردی میں مارے جاتے ہیں، چونکہ یہاں پہ ذرائع ابلاغ کا ذکر ہوا چونکہ اس میں ہے، (مداخلت) بجٹ کا پی میں ہے تو میں انہی پوائنٹس پر بات کر رہی ہوں، تو اس پر نہ تو ان کو کوئی معاوضہ دیا جاتا ہے، بہت سے ایسے لوگ ہیں کہ جو بغیر معاوضے کے چار چار مہینوں سے ان کی تنخواہیں ان کو نہیں ملتیں اور ان کے بچے، میڈیکل کی سہولت ان کو نہیں ہے، جناب سپیکر صاحب! اور۔۔۔۔۔

(اس مرحلہ پر بجٹ پر بحث کے لئے مقرر شدہ وقت ختم ہونے پر جناب سپیکر نے گھنٹی بجائی)

<u>محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی</u>: نہیں، یہ کیا بات ہے کہ آپ گھنٹی بجا رہے ہیں؟ جناب سپیکر صاحب! پھر میں تو واک آؤٹ کر جاؤں گی اس سپیچ سے، میرے تو ابھی کافی پوائنٹس رہتے ہیں جو بجٹ کے متعلق ہیں۔

<u>Mr. Speaker</u>: Five minutes, because this we have decided in our meeting of the Parliamentary Leaders and your Parliamentary leader was very much there and you also were there at that time. I think, there were a lot of peoples.

آپ بھی بیٹھی ہوئی تھیں، تو پانچ منٹ آپ کے لئے ہیں اور انہوں نے بھی بات کرنی ہے، آپ کو تقریباً دس منٹ۔۔۔۔۔

<u>محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی</u>: نہیں جناب سپیکر! مجھے تفصیل سے بات کرنی ہے اور میں۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر</u>: Ten minutes آپ کو مل چکے ہیں۔۔۔۔۔

<u>محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی</u>: جناب سپیکر صاحب! اسی رویئے پر ہی میں بات کر رہی تھی کہ مردوں کا رویہ، اور میں احتجاجاً واک آؤٹ کروں گی۔

<u>جناب سپیکر</u>: دیکھیں، پانچ کے بجائے دس منٹ ہو گئے، پانچ کے بجائے دس منٹ، Because you are not the parliamentary leader so, آپ کا ٹائم پورا ہو گیا، بی بی۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: جناب! مجھے مزید وقت دیں، میں نے بات کرنی ہے، یہی وہ رویہ ہے جس پر میں بات کر رہی تھی۔

Mr. Speaker: No, I can't give you more time; I can't give you more time. Janab Zafar Azam Sahib, Zafar Azam Sahib. Janab Mian Nisar Sahib.

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: جناب سپیکر! آپ نے مجھے ٹائم نہیں دیا۔

(اس مرحلہ پر محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی ایوان سے واک آؤٹ کر گئیں)

سالانہ بجٹ برائے مالی سال 19-2018 پر عمومی بحث

جناب سپیکر: پورا ٹائم آپ کو دیا ہے، میں اس کے مطابق چل رہا ہوں اور اس کے مطابق ہی چلوں گا۔

میاں نثار گل: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آج آپ نے مجھے 19-2018 کے بجٹ پر اپنے تاثرات بیان کرنے کا موقع دیا۔ جناب سپیکر! آج اگر ہم اس ایوان میں بیٹھے ہیں تو ہمیں اپنے علاقے کے لوگوں نے منتخب کیا ہے، آپ کو بھی منتخب کیا ہے، شکر الحمد للہ آپ سپیکر بنے، آپ کو مبارک ہو لیکن میرے خیال میں آپ تیسری دفعہ اسمبلی کے ممبر بنے ہیں اور میں بھی شکر الحمد للہ تیسری دفعہ اسمبلی ممبر بن کر آپ کے سامنے کھڑا ہوں۔ جناب سپیکر! میں ایک ایسے ضلع تعلق رکھتا ہوں جو بہت پسماندہ ضلع تھا، جس کو ضلع کرک کہتے ہیں لیکن شکر الحمد للہ ماضی کو ہم نہیں بھولیں گے کیونکہ ماضی سے پھر مستقبل بنتا ہے، 2002 میں میں اسمبلی ممبر تھا اور ملک ظفر اعظم صاحب اسمبلی ممبر تھے، اس وقت جناب سپیکر! ہم نے سنا تھا کہ جنوبی اضلاع میں تیل اور گیس بہت زیادہ ہے، ہم نے اس وقت کے وزیر اعلیٰ کے ساتھ بات کی، جناب اکرم خان درانی صاحب وزیر اعلیٰ تھے، کمپنیاں آئیں، کمپنیوں کو ایک اچھا ماحول دیا، جناب سپیکر! یقین کریں کہ پوری کمپنیوں نے ہمارے قبرستانوں میں، ہماری فصلوں میں سروے کروایا لیکن کرک کے ہم لوگوں نے ان کو خوش آمدید کہا ہے، اور شکر الحمد للہ تیل اور گیس کمپنیاں کامیاب ہو گئیں۔ جناب سپیکر! میں بجٹ تقریر میں سن رہا تھا، وزیر خزانہ صاحب مجھے توجہ دیں-----

جناب سپیکر: اکبر خان! آپ ایسا کریں کہ نگہت بی بی کو منا کر لے آئیں، ظفر اعظم صاحب گئے ہوئے ہیں، آپ بھی چلے جائیں۔

میاں نثار گل: وزیر خزانہ صاحب! مجھے آپ توجہ دیں، میں ایسے ضلع سے تعلق رکھتا ہوں جو آپ کو 23 ارب روپیہ ایک سال میں رائلٹی کی شکل میں دے رہا ہے اور میری تقریر آپ غور سے سنیں گے، اس لئے کہ وہ میں نے کہا کہ میں غریب ضلع سے تھا لیکن وہ اب غریب ضلع نہیں ہے، وہ امیر ترین ضلع ہے۔

جناب سپیکر: اکبر خان! آپ جائیں نگہت بی بی کو منانے کے لئے۔

میاں نثار گل: جناب سپیکر! آپ کا یہ وائیٹ پیپر میرے سامنے ہے، اس میں آپ دیکھ سکتے ہیں، پیج نمبر؟ 2007 سے لے کر 2013 تک اسی ضلع نے، بلکہ کوہاٹ ڈویژن نے اس صوبے کو 67 ارب 909 روپے رائیلٹی کی شکل میں دیئے ہیں اور پھر 2013 سے لے کر 2018 تک ایک کھرب 20 کروڑ Something رائلٹی کی شکل میں دیئے ہیں جناب! یہ سارے ملا کر تقریباً اڑھائی کھرب روپے بنتے ہیں لیکن مجھے بہت افسوس سے کہنا پڑتا ہے جناب سپیکر! میں اس وقت کی حکومتوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں، اکرم خان درانی صاحب نے ان علاقوں کے لیے جن علاقوں میں تیل اور گیس پیدا ہوتی ہے اور ان علاقوں کے لئے جن علاقوں میں بجلی پیدا ہوتی ہے، ان کے لئے پانچ پرسنٹ رائلٹی کا اعلان کیا۔ ساتھ ہی ساتھ میں اس وقت کے وزیر اعلیٰ امیر حیدر خان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے پھر پانچ کو دس پرسنٹ کر دیا، لیکن جناب سپیکر! آج میرے ساتھ یہ کاغذ پڑا ہوا ہے، 2013 سے لے کر 2018 تک 5 ارب 44 کروڑ روپے ہمارے کوہاٹ ڈویژن کو کم ملے ہیں، کیا وجہ ہے؟ 5 ارب 44 کروڑ روپے ہمارے کوہاٹ ڈویژن کو کم ملے ہیں، جس میں تین۔۔۔۔

جناب سپیکر: فضل الٰہی صاحب! اپنی سیٹ پر تشریف رکھیں، فنانس منسٹر Notes لے رہے ہیں۔

میاں نثار گل: میرے خیال میں میں بیٹھ جاؤں گا، اس لئے کہ یہ خانہ پوری فضول ہی ہے۔

جناب سپیکر: نہیں نہیں، کوئی بھی فنانس منسٹر کو ڈسٹرب نہ کریں پلیز، پلیز جی میاں نثار صاحب۔

میاں نثار گل: 5 ارب 44 کروڑ روپے کم ملے ہیں اور جناب، ابھی اس سال کے بجٹ میں اسی کوہاٹ ڈویژن نے 24 ارب روپے آپ کو دیئے ہیں، آپ خود اندازہ لگالیں کہ ایک ڈویژن، ایک ضلع 24 ارب روپیہ دیتا ہے لیکن یقین کریں جناب سپیکر! آپ یقین کریں کہ ہمارے روڈز کھنڈرات بنے ہوئے ہیں۔ میں تھوڑا جی آپ کو اے ڈی پی نمبر کی طرف لے کر جاتا ہوں، ایک ایسا ضلع جو پورے صوبے کو اتنا ریونیو دے رہا ہے لیکن اس ضلع کو آپ پراونشل اے ڈی پی میں کیا دے رہے ہیں؟ جناب سپیکر! پراونشل اے ڈی پی اگر آپ پڑھ لیں، ADP No.160555 اس میں ایک سکیم جو کڑوے پانی کی تھی کرک سٹی کے

لئے، اس پر تقریباً گیارہ کروڑ روپے کے لگ بھگ خرچہ آتا ہے، 2018 تک اس پر 40 لاکھ روپے خرچ ہوئے ہیں لیکن اس اے ڈی پی میں اس کو ایک پیسہ بھی نہیں دیا گیا، اب آپ اندازہ لگالیں کہ گیارہ کروڑ روپے کی اپنی جگہ پر منظوری، 40 لاکھ روپے اخراجات اور ایک پیسہ بھی نہ ملا ہو تو ہم اپنے علاقے کے لوگوں کو کیا کہہ سکتے ہیں کہ ہم اس علاقے کے لوگ ہیں جو اس اسمبلی کو 23 ارب روپے دے رہے ہیں اور اس پر صوبہ چل رہا ہے جناب سپیکر! میٹرو اپنی جگہ پر، سوات موٹروے اپنی جگہ پر، ہزارہ ڈویژن اپنی جگہ پر، لیکن ہم جنوبی اضلاع والے لوگ بہت پسماندہ لوگ تھے، ہمیں کہا جاتا تھا کہ آپ لوگوں کے کچھ وسائل نہیں ہیں لیکن آج شکر الحمد للہ کوہاٹ ڈویژن بشمول لکی، بنوں میں کمپنیاں آئی ہوئی ہیں اور اپنی اپنی جگہ پر سروے کر رہی ہیں۔ جناب سپیکر! ہمارے ساتھ ایک مسئلہ اور ہوا، وہ یہ کہ کمپنیاں جب بلاسٹ کرتی ہیں تو پورے علاقے میں زلزلہ آتا ہے، ہمارے پانی کے جتنے ذخائر تھے وہ نیچے چلے گئے، ہماری مائیں، ہماری بہنیں ابھی تک تالابوں سے پانی پی رہی ہیں، جناب سپیکر! یہ نہیں ہو سکتا، ہمیں میٹرو سے کرک کی رائلٹی کی بو آرہی ہے، ہمیں سوات موٹروے سے رائلٹی کی بو آرہی ہے، ہم خٹک قوم محب وطن ہیں، ہم پاکستان کے ساتھ محبت رکھتے ہیں، ہم اس صوبے کے ساتھ محبت رکھتے ہیں لیکن ہمیں وہ مٹی بھی بہت عزیز ہے، آئین پاکستان میں لکھا ہوا ہے کہ جن علاقوں کا حق ہو گا ان کو اپنا حق دیا جائے گا۔ جناب سپیکر! میں اس جگہ بیٹھا ہوا تھا، 2011 میں میں نے خوشحال خان خٹک یونیورسٹی کا اس ایوان میں بل لایا تھا، آج مجھے بڑی خوشی ہے کہ پورے صوبے میں یونیورسٹیوں کو پیسے ملے ہیں لیکن خوشحال خان یونیورسٹی کو ایک پیسہ بھی نہیں ملا، کیا وجہ ہے، ہمیں کیوں آپ لوگ مجبور کر رہے ہیں کہ ہم سڑکوں پر نکل آئیں، ہمیں کیوں آپ لوگ مجبور کر رہے ہیں کہ ہم لوگ اپنی قوم کے ساتھ بیٹھیں؟ کہ آیا یہ کمپنیاں جو آئی ہوئی ہیں، یہ اتنا ریونیو ہم صوبے کو دے رہے ہیں، جناب سپیکر! ضلع کرک سے، جنوبی اضلاع سے، کوہاٹ ڈویژن سے ایک ارب روپیہ روزانہ تیل اور گیس کا ملک کو جا رہا ہے، پاکستان میں ابھی تک 1955 میں OGDC بنی تھی، 40 ہزار بیرل تیل پیدا ہو رہا تھا لیکن آج میرے وزیر خزانہ اور میرے وزیر اعلیٰ صاحب اور میرے وزیر اعظم صاحب بڑے شوق سے کہتے ہیں کہ جی ہم خیبر پختونخوا میں ایک لاکھ تک بیرل تیل پیدا کر رہے ہیں، جناب، اس میں 60 ہزار بیرل، بابک صاحب کو پتہ ہو گا شکر درہ، کوہاٹ، ہنگو، کرک، اور اس میں 70 پرسنٹ تیل کرک پیدا کر رہا ہے۔ جناب سپیکر! آج جو گیس اس صوبے میں استعمال ہو رہی ہے اس کا دگنا تگنا ہم دے رہے ہیں لیکن ہمارے پاس گیس پائپ لائن نہیں ہے، ہماری مائیں، ہماری بہنیں ابھی بھی لکڑیاں

جلا رہی ہیں۔ جناب سپیکر! میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آئیں، ہمارے دل کھلے ہیں، اور بھی کمپنیاں آ جائیں، کرک کے چپے چپے پر، جنوبی اضلاع کے چپے چپے پر تیل ڈھونڈیں کیونکہ اس صوبے کے پاس وسائل کی کمی ہے، جب ہمارے اپنے وسائل ہوں گے تو کم از کم یہ صوبے کی، اس ملک کی ترقی ہو گی لیکن ہمیں بھی پسماندہ نہ رکھیں، ہم نے پتھر دیکھے تھے، ہم نے گنے نہیں دیکھے تھے، ہمارے ہاں جھاڑیاں تھیں، ہمارے ہاں تمباکو کی فصلیں نہیں تھیں، ہم نے نہریں نہیں دیکھیں، ہماری بہنیں دو تین کلو میٹر سے پانی لاتی تھیں لیکن آج ہم بڑے خوش قسمت ہیں کہ اتنا پانی ہم استعمال نہیں کر سکتے جتنا تیل ہم پورے پاکستان کو دے رہے ہیں لیکن اس کے باوجود بھی، ایک پارلیمانی کمیٹی آپ بنا دیں خدا کے لئے، میں آپ کو ریکویسٹ کرنا چاہتا ہوں، آپ کو بھی ہم Invite کرتے ہیں، ایک دن کا سفر ہے دو گھنٹے کا، آپ ذرا دیکھ لیں کہ کمپنیاں ہمارا کتنا استحصال کر رہی ہیں ڈی پی او کو انہوں نے گاڑی دی ہو گی، ڈی سی کی گاڑی میں وہ تیل ڈال رہا ہو گا، ہماری زمینیں پکڑی جا رہی ہیں اور لوگوں کو تھانوں میں بند کیا جا رہا ہے، یہ استحصال ہم برداشت نہیں کر سکتے جناب سپیکر! میں آپ کو ریکویسٹ کرنا چاہتا ہوں کہ ہم آپ کے ساتھ جرگہ کرنا چاہتے ہیں، وزیر خزانہ صاحب کے ساتھ جرگہ کرنا چاہتے ہیں، سینیئر منسٹر بیٹھے ہوئے ہیں، ان کے ساتھ جرگہ کرنا چاہتے ہیں کہ ہمیں 5 ارب 44 کروڑ روپے سابقہ اور 2 ارب 40 کروڑ روپے اس سال کے اور آئندہ کے لئے آئین پاکستان نے جو حق ہمیں دیا ہے، وہ ہمیں دلایا جائے تاکہ ہماری جو کھنڈرات سڑکیں ہیں اس پر وہ خرچ ہو، ورنہ جناب سپیکر! ایک دوسری مثال میرے پاس پڑی ہوئی ہے کہ آپ ہمیں کیا دے رہے ہیں؟ یہ اے ڈی پی نمبر ہے، Ongoing Scheme میں اس وقت کے ایم پی اے نے کوشش کی ہو گی، پندرہ کروڑ روپے کی ایک سکیم منظور کی تھی جس میں 12 کلو میٹر روڈ تھا اور ایک Bridge تھا، وہ جو ہے ایک دوسرے سے چالیس کلو میٹر کے فاصلے پر ہے، اس کے باوجود بھی اس سال اس کے لئے ایک کروڑ روپے رکھے گئے ہیں، وہ لوگ جو ملک کو وسائل دے رہے ہیں وہ گرد و غبار میں جا رہے ہیں، ہم ان کو کیا جواب دیں گے کہ ایک کروڑ روپے میں ہم پندرہ کروڑ کی سکیم کس طرح کمپلیٹ کریں گے، ہم کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ یہ ایک اچھی اے ڈی پی ہے؟ آپ نے ان اضلاع کو دیکھا ہے جن کے لوگ اپوزیشن میں تھے، ان کو پیسے نہیں دیئے ہیں اور ان اضلاع کو دیکھیں جن کے لوگ حکومت میں تھے تو ان کو پیسے دیئے ہیں، ہم شکر الحمد للہ، کرک میں لوگ ہمیں کہتے تھے کہ دوبئی بن جائے گا، ہم آپ سے دوبئی نہیں چاہتے لیکن بڈھ بیر تو بنا دیں، خدا کے لئے اتنا تو کر لیں، اتنا تو ہمیں دے دیں، ہم آپ کے پاس جرگہ کرنے گئے تھے، ہم چار بندے،

کچھ نہ کچھ تو کر لیں، آپ نے ہمیں کیا دیا؟ جناب سپیکر! یہ سارے پیپرز ہیں، آپ اگر دیکھ سکتے ہیں، ہم عدالت نہیں جائیں گے، ہم آپ کے ساتھ بیٹھیں گے لیکن اگر آپ نے نہیں دیا تو ہم آزاد عدلیہ بھی جائیں گے، ہم اسلام آباد ہائی کورٹ، سپریم کورٹ بھی جائیں گے اور اپنا حق مانگیں گے اور اگر پھر بھی نہ ہوا تو میں اس ایوان میں واضح کرنا چاہتا ہوں، اپوزیشن لیڈر بھی بیٹھے ہوئے ہیں، سارے ممبران بھی بیٹھے ہوئے ہیں کہ ہم بہت بڑا دھرنا دیں گے، ایسا احتجاج کریں گے کہ کمپنیاں پھر بند ہوں گی، کرک سے تیل اور گیس نہیں جائے گی، کیونکہ اگر ہمیں اپنا حق نہیں ملے گا تو ہم روڈوں پر نکلیں گے، ہم دہشتگرد نہیں ہیں، ہم کوئی قانون کی خلاف ورزی نہیں کرتے لیکن آپ کو جب مرکز پیسے نہیں دے رہا ہے تو آپ گلہ کرتے ہیں، ہم تو آپ کے صوبے کے لوگ ہیں۔ جناب سپیکر! ایک بات اور بتانا چاہتا ہوں جو صوبے کے فائدے کے لئے ہے، ایک ہزار ٹن ایل پی جی پیدا ہو رہی ہے، ہمیں مرکزی حکومت تیل پر رائلٹی دے رہی ہے، گیس پر بھی دے رہی ہے لیکن ایل پی جی پر آج تک کوئی رائلٹی نہیں ملی، یہ بھی آپ لوگ ان کے ساتھ یہ بات اٹھائیں، ہو سکتا ہے صوبے کو دو تین ارب روپے زیادہ ملیں۔

<u>جناب سپیکر</u>: تھینک یو۔

<u>میاں نثار گل</u>: جناب سپیکر! پھر میں آپ کو دعوت دیتا ہوں کہ ہماری باتوں کو سنیں، ہماری باتوں پر نظر کرم رکھیں، ہمیں اپوزیشن میں مت سمجھیں، ہم ان علاقوں کے لوگ ہیں جو آپ کو ایک ارب روپے روزانہ دیتے ہیں۔ شکریہ۔

<u>جناب سپیکر</u>: تھینک یو، نثار گل صاحب۔ منسٹر فنانس! آپ ایسا کریں کہ اگر چیف منسٹر صاحب ابھی شاید تشریف لے آئیں، ورنہ ان کا ٹائم رکھیں، اس دن طے ہوا تھا اور یہ جو کرک کے مسائل ہیں، ان کی رائلٹی کے حوالے سے اس دن میٹنگ میں بھی ان سے بات کی تھی، ان کی ایک میٹنگ کروا دیں، آج اگر وہاں نہیں تو چیمبر میں کروا دیں، نہیں تو آج کسی بھی وقت کریں۔ اسمبلی سٹاف، مجھے جو سیکرٹریز یہاں پر موجود ہیں، ان کی لسٹ Provide کی جائے Attendance کی، Secretaries or their representatives. Shagufta Malik Sahiba, MPA.

<u>محترمہ شگفتہ ملک</u>: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ تھینک یو، مسٹر سپیکر کہ آپ نے بات کرنے کا موقع دیا۔ مسٹر سپیکر! میری بجٹ سپیچ، چونکہ میری ابھی یہاں پر فرسٹ سپیچ ہے تو کوشش کروں گی کہ میں شارٹ ٹائم میں وائنڈ اپ کر سکوں۔ مسٹر سپیکر! سب سے پہلے ہمارے جو آنریبل منسٹر صاحب نے بجٹ سپیچ کی ہے، میں اس حوالے سے تھوڑی سی بات کروں گی کہ ان کے جو پہلے الفاظ تھے، جب انہوں نے یہ

بات کی کہ ملکی حالات ٹھیک نہیں تھے اس وجہ سے بجٹ معمول سے ہٹ کر ہے، جو ہمارے آنریبل منسٹر صاحب ہیں، شاید وہ موجود تھے، جو ان سے پچھلی حکومت کی میں بات کروں گی، 2018 سے، Sorry، 2008 سے 2013 تک جو ملک کے حالات تھے، کیونکہ اس وقت دہشت گردی Peak پر تھی، یہ صوبہ خیبر پختونخوا فرنٹ لائن صوبہ تھا، .And we were fighting against terrorism اور اس صوبے کے عوام نے اور پولیٹیکل پارٹیز کی لیڈرشپ نے اور ورکرز نے جتنی قربانیاں دی ہیں، وہ میرے خیال میں تاریخ میں نہیں ملیں گی۔ اس کے ساتھ ساتھ اگر میں اس وقت کی بات کروں جب اس وقت بجٹ پیش کئے گئے تھے تو اگر منسٹر صاحب وہ دیکھ لیں تو اس میں نا تو ہم نے اتنے زیادہ ٹیکسز بڑھائے، نہ اتنی مہنگائی کی تھی، اور نہ ہی جو عوامی فلاح و بہبود کے کام تھے، جو ترقیاتی کام تھے، اور نہ ہی اس میں کمی واقع ہوئی تھی۔ دوسری بات ہمارے منسٹر صاحب نے یہاں پر کی تھی، جو انہوں نے بجٹ کی کاپی میں، میں پہلی دفعہ دیکھ رہی ہوں، مسٹر سپیکر صاحب! جو ہماری بجٹ کی کاپی ہے، اس میں پولیٹیکل پارٹیز کو Mention کیا ہے، یہ فرسٹ ٹائم میں دیکھ رہی ہوں کہ اس میں جو باتیں کی گئی ہیں لیکن اس حوالے سے میں ایک بات جو منسٹر صاحب کو میں بالکل سیکنڈ کروں گی، منسٹر صاحب، Minister Sahib, you were very right کہ آپ نے کہا کہ جی Unfortunately ملک کے حالات ٹھیک نہیں تھے اور ہماری جو پچھلی حکومتیں تھیں ان کی شاید دلچسپی نہیں تھی اس وجہ سے ہم نے اس طریقے سے بجٹ پیش نہیں کیا، تو میں بالکل آپ کو سیکنڈ کروں گی کہ آپ بالکل ٹھیک فرمارہے تھے کہ اگر پچھلی حکومت، ہماری خیبر پختونخوا کی پچھلی حکومت اگر عوام کی دلچسپی، عوام کی فلاح و بہبود، عوام کی ترقی، اس کے لئے اگر وہ دلچسپی لیتے، نہ کہ وہ کنٹینر پر بیٹھ کر اپنا تمام وقت جو پانچ سال ہے کنٹینر پر ضائع نہ کرتے تو میرے خیال میں اس صوبہ خیبر پختونخوا کے عوام کے لئے اور اس کے مفاد کے لئے بہت کچھ کیا جا سکتا تھا۔ میں اس حوالے سے ایک اور بات، کیونکہ یہاں پر Unfortunately جو ہماری حکومت ہے، وہ ابھی تک اپوزیشن سے نہیں نکلی، اگر فیڈرل حکومت بات کرتی ہے، ان سے کوئی بات کرے تو جی وہ پچھلی حکومت تھی تو اس وجہ سے، اگر خیبر پختونخوا سے آپ بات کریں تو یہاں سے منسٹر صاحب اٹھ کر فیڈرل کا حوالہ دیتے ہیں کہ جی پچھلی حکومت میں یہ ہوا تھا، اب میرے خیال میں یہ بات کلیئر ہو گئی ہے کہ اب فیڈرل میں بھی آپ ہیں، پنجاب میں بھی آپ ہیں اور خیبر پختونخوا میں بھی آپ ہیں، اب ہم دیکھیں گے کہ جو وعدے آپ نے کئے تھے، خدا کرے، اللہ آپ کو ہمت دے کہ آپ وہ پورے کریں لیکن پچھلی حکومت کی، چونکہ میں

ابھی پچھلی حکومت کی بات کروں گی، یہ پچھلی حکومت کی بات کرتی ہوں کہ احتساب کمیشن جو بنا تھا تو نہ ایم ایم اے کے دور میں بنا اور نہ عوامی نیشنل پارٹی اور پیپلز پارٹی کے دور میں بنا تھا، وہ That Credit goes to PTI، کیونکہ ان کا احتساب کمیشن تھا، تو یہ میں پوچھنا چاہوں گی کہ آپ نے احتساب کمیشن بنایا تھا، تو سب سے پہلے آپ احتساب کمیشن کا احتساب کریں اور آپ یہ ہمیں بتائیں کہ آپ نے جو احتساب کمیشن پر ایک ارب پانچ کروڑ روپے کا جو خرچہ آیا ہے، مسٹر سپیکر سر! یہ ہمیں بتا دیا جائے کہ ان کی ریکوری کتنی ہو چکی ہے؟ آپ نے اس احتساب کمیشن پر کروڑوں، اربوں میں خرچہ کیا اور آپ کی ریکوری کیا ہے، پندرہ سے بیس لاکھ، یہ آپ کا وہ احتساب کمیشن تھا جو آپ نے بنایا تھا کہ کرپشن کا خاتمہ کریں گے اور میرے خیال میں یہ ہم آپ کو Appreciate کرتے کہ اگر آپ یہ کرتے۔ دوسری بات، یہاں پر جو Overall منسٹر صاحب کی سپیچ پر تو بہت بات ہو سکتی ہے لیکن انہوں نے ایک بات جو آسامیوں کی کی ہے کہ جی ہم یہاں پر آسامیاں ختم کریں گے اور ہم سیونگ کریں گے، کتنا سیونگ کریں گے؟ چار ارب سیونگ کریں گے، کیونکہ ہماری کوشش ہے کہ ہم زیادہ سے سیونگ کریں، چار ارب کی انہوں نے بات کی ہے مسٹر سپیکر، اور یہاں پر انہوں نے آسامیاں ختم کرنے کی جو بات کی ہے کہ چھ ہزار پانچ سو آسامیاں ختم کی جائیں گی، بالکل ٹھیک ہے، اگر آپ ایک کروڑ نوکریوں کا دعویٰ کرتے ہیں اور آپ پھر چھ ہزار پانچ سو ختم کرتے ہیں، میرے خیال میں یہ آپ ہی کا جو سو روزہ پلان ہے شاید اسی میں شامل ہو لیکن میں یہ بات پوچھنا چاہ رہی ہوں کہ آپ نے جب 6584 نوکریاں Create کرنے کی بات کی ہے تو آپ مجھے یہ بتائیں کہ وہ 84 تو آپ کی سرپلس ہیں، یہاں پر کیسے منسٹر صاحب یہ فرما رہے ہیں کہ جی ہم سیونگ کر رہے ہیں؟ تو پھر آپ چار ارب کی جو سیونگ کی بات کی ہے وہ کہاں پر ہے؟ اس کے علاوہ جو خیبر پختونخوا آئل اینڈ گیس کی بات یہاں پر ہوئی تھی، مسٹر سپیکر، تو اس میں بھی میں یہی بات کروں گی کہ یہاں پر بات ہوتی ہے کہ ہم سیونگ کرتے ہیں اور ہماری جو اپوائنٹمنٹس ہوتی ہیں، وہ پولیٹیکل بیس پر نہیں ہیں؟ بجٹ سپیچ میں بار بار یہ بات کی گئی، آپ نے جو کے پی آئل اینڈ گیس کی بات کی ہے، تو اس میں آپ نے چار سو پچاس بھرتیاں کی ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ آپ نے ان کے لئے پینتیس نئی گاڑیاں خریدی ہیں تو آپ کا جو ٹوٹل پانچ سال کا خرچہ ہے، آپ نے اس پر پچاس کروڑ کا خرچ کیا ہے لیکن کیا آپ ہمیں بتا سکتے ہیں کہ جو خرچہ آپ نے کیا تھا۔۔۔۔

(اس مرحلہ پر بجٹ پر بحث کے لئے مقرر شدہ وقت ختم ہونے پر جناب سپیکر نے گھنٹی بجائی)

محترمہ شگفتہ ملک: تو آپ نے کیا کوئی ایک لیٹر مجھے بتا سکتے ہیں تیل کا کہ آپ لوگوں نے یہ کیا ہے؟ Never، کبھی نہیں۔ اس کے علاوہ میں قرضوں کی بات کروں گی کیونکہ یہ جو صوبائی حکومت ہے، یہ جو صوبائی حکومت ہے۔۔۔۔۔

(اس مرحلہ پر مائیک بند کر دیا گیا)

محترمہ شگفتہ ملک: میں ایک بات کروں گی اور بہت جلد وائنڈ اپ کر لوں گی، دو تین پوائنٹس میں چاہتی ہوں کہ ڈسکس کروں۔ قرضے کے حوالے سے ہماری جو بات ہوئی تھی تو خیبر پختونخوا کی 2013 کی حکومت ختم ہوئی تو اس وقت۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: شگفتہ ملک صاحبہ! ایک منٹ میں Conclude کریں۔

محترمہ شگفتہ ملک: میں کوشش کروں گی سر، کوشش کرتی ہوں۔ ایک سو پندرہ ارب روپے کا جو قرضہ تھا وہ پانچ سال میں 274 ارب تک پہنچا ہے، یہ وہ صوبائی حکومت ہے جس نے پانچ سال میں ایک سو پندرہ ارب روپے کا جو قرضہ تھا 2013 تک وہ 274 تک، لیکن اس کے ساتھ ساتھ صوبائی حکومت نے بہت سی ایم او یو سائن کئے ہیں جو کہ یہ قرضہ میرے خیال میں پانچ سو ارب تک چلا جائے گا۔ Last, Sir میں کوشش کروں گی کیونکہ پوائنٹس تو میرے پاس بہت ہیں، بی آر ٹی تو چونکہ بہت Important ہے اور میرے خیال میں جو ہمارے اس صوبے کے لئے یہ عوام کا مطالبہ نہیں تھا مسٹر سپیکر، اور جو چیز عوام کی نہ ہو، جو مطالبہ عوام کا نہ ہو اور آپ ایک پراجیکٹ شروع کرتے ہیں تو اس کا یہی حشر ہوتا ہے جو آج بی آر ٹی میں ہم دیکھ رہے ہیں۔ مسٹر سپیکر! اس میں بھی ہمیں کلیئر نہیں ہو سکتا، کوئی کہتا ہے 83 بلین تک یہ پہنچ گیا لیکن ابھی تک ہم اس بات پر کہ اس کو کتنے وقت میں، کبھی تین مہینے کا، کبھی چھ مہینے کا ٹائم دیا جاتا ہے، تو یہ ایک ایسا منصوبہ ہے جو کہ ایک Disaster ہے، میں سمجھتی ہوں کہ یہ عوام کا مطالبہ نہیں تھا لیکن اس کے باوجود، اس پر ایک دوسرا شہر آباد ہو سکتا تھا، جتنے پیسے آپ نے اس پر لگائے ہیں۔ Last میں سر! اس وائیٹ پیپر میں جو ایک پوائنٹ میں Quote کرنا چاہوں گی، پیج نمبر 9 پر، یہاں پر بتایا گیا ہے کہ ٹوٹل ڈائریکٹ ٹیکسز کی بات ہے کہ ہم نے بجٹ 18-2017 جس میں انہوں نے ٹارگٹ دیا تھا 88 ملین کا، اس میں آپ دیکھیں کہ اس میں انہوں نے Revised میں 85 ہے، اب آپ 88 target achieve نہیں کر سکتے اور یہ 85 تک ہے، پھر آپ نے اس میں دوبارہ جب 19-2018 کا دیکھیں تو یہ 110 کر دیا ہے، اب آپ یہ بتائیں کہ اگر آپ ایک سال میں تین ملین کی ریکوری نہیں کر سکتے تو آٹھ مہینے میں کیسے

Possible ہے کہ آپ پچیس ملین کی ریکوری Possible بنا سکتے ہیں؟ اس کے ساتھ اگر آپ Urban immoveable property tax دے کر، تو اس کا بھی یہی ہے کہ آپ نے یہاں پر لکھا ہے کہ بارہ بلین ہیں، آپ نے نوے کروڑ کی ریکوری کی ہے اور یہاں آپ نے پھر دس زیادہ کئے ہیں تو میں آنریبل منسٹر صاحب ماشاء اللہ پڑھے لکھے اور ان کی جو سلیس اردو ہے، میں Definitely آپ کو Appreciate کروں گی کہ آپ نے بڑی سلیس اردو میں بجٹ سپیچ کی ہے لیکن جو یہاں پر فگرز دیئے گئے ہیں۔۔۔۔

جناب سپیکر: تھینک یو، میڈم ملک۔

محترمہ شگفتہ ملک: شکریہ جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: جناب محمد دیدار خان صاحب، جناب محمد دیدار خان صاحب،.Is he present? no، جناب ملک بادشاہ صالح صاحب۔

جناب بادشاہ صالح: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ ډیره مهربانی، سپیکر صاحب! تاسو په دې اهم موضوع باندې مونږ له د خبرو کولو موقع راکړه۔ کوم بجټ چې پیش شوے دے ، که مونږ دا بجټ اوګورو ، دا په دوه حصو کښې وی، یو ته کرنټ بجټ وائی، یو Expenditure وی، په دیکښې چې مونږ اوګورو نو چار سو تیس ارب چې دے نو دا Current expenditure دے او 180 ارب ترقیاتی پیش شوے دے او د اتۀ میاشتو د پاره 618 ارب روپئی بجټ پیش شوے دے او که دا سې اوګورو نو یو نام نهاد سرپلس بجټ هم پیش شوے دے۔ که د آمدنی طرف ته لاړ شو په بجټ باندې، نو 532.6 ارب د Revenue receipts دی، 5.2 ارب Capital receipts دی، او 110 ارب روپئی چې دی نو دا ترقیاتی Receipts دی۔ یره جی په دے باندې چې کوم Receipts یا Expenditure یا Capital receipts، دې ته Expenditure وائی، په دې باندې سرسری نظر مونږه واچوو نو زما خیال دے چې کوم بجټ چې پیش شوے دے نو د پی ټی آئی چې کوم منشور دے ، د هغې خلاف هم پیش شوے دے ، بیوروکریسی یو بجټ جوړ کړے دے او زما وزیر خزانه صاحب ایسته پیش کړے دے ، د پی ټی آئی کوم هغه منشور چې دے ، کوم طریقه کار چې دے ، Principles of policies کوم چې دی نو که مونږ دا اوګورو نو دا د هغې هم خلاف دے۔ بیا مونږ ته چې کومې پیسې د Divisible Pool نه د فیډرل نه ملاویږی، که په هغې باندې مونږه سوچ اوکړو نو دا د

اتھارھویں ترمیم برکت دے، حالانکه په دیکښې دا سې څه ذکر نه دے شوے چې
یره دا په څه طریقه باندې زمونږ دې صوبې ته ملاویږی، پکار ده چې په دیکښې
کم از کم آصف علی زرداری حکومت ته هم څه کریډټ ورکړے شوے چې د
هغوی په برکت باندې دومره، چې هغه څومره، ما ته خو صحیح فګر معلوم نه
دے خو هغه چې کومې پیسې زمونږ دې صوبې ته ملاویږی چې هغې ته اوس مونږ
اوګورو چې هغه آئی ایم ایف سره څه خبرې روانې دی، هغه اتھارھویں ترمیم چې
کوم کښې مونږ ته 58.11 بلین نه ئے خلاص کړے وو، کوم چې مونږ ته ئے ډیر
سهولیات راکړی دی، کوم دا پیسې چې مونږ ته ملاویږی، حالانکه په دیکښې
څه ذکر نشته، څه دغه نشته۔ بیا به مونږه خپلو ضلعو طرف ته لاړ شو جی، زما
تعلق د اپر دیر د یو حلقې نه دے، ما چې بجټ اوکتو زما د ضلع د پاره هیڅ څه،
هغه زړو سکیمونه، یو روډ پکښې په 2011 کښې چې چیف منسټر هغه وخت د
هغې افتتاح کړې وه، ما وئیل چې کم از کم دا روډ خو به په دې بجټ کښې
کمپلیټ اوښائی، هغه هم Incomplete دے، بیا بل کال ته اغوښتے دے جی،
حالانکه زمونږ د دیر قوم ته چې 2010 کښې کومه مسئله راغلې ده، هغه قوم بیا
پخپله پاڅیدلے دے خپله دفاع ئے کړې ده، کم از کم هغه قوم چې په ایس ډی
پوسټ، د شهدائے دیر په نوم باندې اوس هم په کشمیر کښې قائم دے، نو کم از
کم دا قوم، دا خو صرف، یا به ئے بل وژنی یا به دا وژنی، دې د پاره خو دا پیدا
شوې نه دی، نه به د دوئی دا کار وی۔ بل طرف ته زمونږ مخې ته یو مثال پروت
دے، د شهید ذوالفقار علی بھٹو چې په هغه وخت کښې کله هغه پالیسیانې مونږ
هغه روزګار خبره کوؤ چې مونږ به پرائیوټ سیکټر له دومره ترقی ورکړو چې دې
نه به مونږ ته دومره روزګار راشی، زمونږ ملک کښې دغه شے نشی کامیابیدے
جی، هغه وخت کښې که تاسو اوګورئی نو غربت چې وو، پچیس پرسنټ ته
راکوز شوے وو ولې چې هغه بهر ملکونو ته خلق لاړل، سعودی ته لاړل خلیج ته
ممالکو ته لاړل، او د هغې نه هغوې پیسه Collect کړه او د هغې نه زمونږ آمدن
پچیس فیصد ته، او نن زمونږ د غربت ګروتھ چې دے هغه د ساٹھ فیصد نه
اغوښتے دے جی، د ساٹھ فیصد نه مونږ مخکښې غربت لکیر کراس کوؤ۔ هغه
پچیس فیصد ساٹھ فیصد ته اورسیدو، نو مونږ به حکومت ته درخواست کوؤ چې

مهربانی د اوکړی، دوئی د هغه لارې اولټوی، خلیج ملکونو کښې دی الوټوی، بهر ملکونو کښې د اولټوی، یورپ کښې دی اولټوی دې خپل قوم له چې دوئی لاړ شی او هلته نه پیسه راوړی او بیر ته زمونږ لائن چې دے چې هغه را کم شی، پچیس بیس فیصد ته دا مونږ را کمولے شو۔ بل طرف ته که مونږ په مائینز او منرلز باندې ترجیح ورکړو، چې کوم زمونږ دا صوبه خاص کر یو ملاکنډ ډویژن، مونږ د دې قابل یو چې مونږ د صوبې دا څومره قرضه ده، دا هم ورکولے شو او صوبې له او ملک له دغه هومره که اسی ارب ډالر دی که ایک کهرب ډالر دی، مونږه د دې نه علاوه دغه هومره ریونیو حکومت له نوره هم ورکولے شو، دې خپل قوم له، نو که په دغه طرفونو باندې که مونږه ترجیح ورکړل نو د دې نه به څه حاصل کړو۔ بل طرف ته د بجلئ مسئله چې مونږ 48 هزار میګاواټ بجلی د اوبو نه پیدا کولے شو، 54 point some thing باندې مونږ ته یو یونټ ملاویږی، نو هغه طرف ته پکار ده چې مونږه ترجیح ورکړو چې مونږ دې طرف ته نه شو چې مونږه سوال کولو جوړ نه شو، زمونږه صوبه به د دې قابله شی ولې چې ملاکنډ تهری 72 میګاواټ، 72 میګاواټ بجلی ملاکنډ تهری پیدا کوی، 8 ارب سالانه د هغې نه آمدن دے زمونږه د دے صوې نو که مونږ دوه سوه پنځه سوه میګاواټ Create کړو، 2200 میګاواټ مونږ په دے پوزیشن کښې یو چې Any time تاسو به هغې کار شروع کولے شئ، 2200 میګاواټ، نو که دغه طرف ته مونږه ترجیح ورکړو نو شاید چې زمونږه دا مشکلات کوم دی یا د سوات او د دیر په مینځ کښې دا کوم غر چې دے جی، چې آئرن او او تانبه د باټوئ په سر په دنیا کښې د ټولو نه نزدې هلته ده، چې مونږ د اردن او د نورو ملکونه نه سټیل مل ته سپلایانې کوؤ نو پکار ده چې مونږه هغه طرفونو ته اوس ترجیح ورکړو او ډیر په آسانه دا کولے شو، ډیر په آسانه دې ته مونږه رسیدے شو جی او جی مونږه دا درخواست هم کوؤ چې کله (مداخلت) شهبازشریف ځی لاړ دې شی خو اٹهارهویں ترمیم د خدائے د پاره، خدائے د پاره چې دا شے اونه چیړلے شی، دا تاسو ته مونږ درخواست کوؤ ولې چې که دا اوچیړلے شو۔۔۔۔

Mr. Speaker: Malik Sahib, please try to conclude.

ملک بادشاه صالح: نو دا آزادی به زمونږه ختمه شی۔

جناب سپیکر: Conclude کرنے کی کوشش کریں۔

ملک بادشاہ صالح: بس Conclude کرتا ہوں سر، دغه طرف ته جي چې دا او نه چیرلے شې ولے چې د دې نه به مونږ ته، بحیثیت قوم ته کوم هغه (b) (2) 58 د میډیا آزادی، ستاسو نور څه ډیرې مسئلې دی چې هغه په دیکښې ترلې دی، نو د دې د ختمیدو سره به مونږ ته، دې صوبې ته کوم دا تین سو، چې د پاسه نیم بجټ اوس مونږ بنایو هغه د هغې نه مونږ ته را روان دے۔ چې دا او نه چیرلے شې او که کوم د حکومت بنه کارونه وی نو مونږه ئې Appreciate کوؤ که غلط کارونه ئې کول د هغې به ورته مونږه وایو چې دا بنه کار نه دے، خاصکر د ټورازم منسټر صاحب ته زه درخواست کوم چې دا مونږ سره مواقع دے، په ملاکنډ ډویژن کښې بیا کمراټ دے، جاز بانډه ده، مهو ډهنډ دے، د دې د پاره په دې ورځو کښې کار اوکړے شې، څه چې دغه په دیکښې شامل کړے شې نو یوائې دې غونډې صوبې ته به ډیر غټ ریونیو حاصلیږی د هغې نه او مونږ به چا ته د سوال یا دا منت یا دا کومه طریقه باندې چې مونږه دا پیسې حاصلوو، نو دا به مونږ ته ضرورت پاتې نشی۔ ډیره مهربانی او شکریه جی۔

جناب سپیکر: جناب مفتی عبیدالرحمان صاحب، مفتی صاحب کا مائک کھولیں۔

مفتی عبیدالرحمان: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ شکریہ جناب سپیکر۔ جناب سپیکر! یہ آج کا جو سیشن ہے، بجٹ اجلاس چل رہا ہے، بجٹ اجلاس کے حوالے سے، موجودہ سال کے بجٹ کے حوالے سے چند معروضات میں آپ کے گوش گزار کرنا چاہوں گا۔ جناب سپیکر! یہ جو موجودہ بجٹ ہے، میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بجٹ اس صوبے کے عوام کے لئے عوام دوست بجٹ ہے، یہ بجٹ عوامی مشکلات کے حل کے لئے بنیادی طور پر بہترین بجٹ ہے جس کی بنیاد یہ ہے کہ ہمارے اس صوبے کے لئے دو چار، تین چار مسائل بنیادی طور پر بہت ہی اہم اور بڑی مشکل کے طور پر درپیش ہیں جن میں بنیادی مسئلہ تعلیم کا ہے۔ تعلیم کے حوالے سے ہمارا صوبہ سب سے پیچھے خصوصاً ہمارے جو Backward areas ہیں، ہمارے صوبے کی تعلیم کا جو ایک بڑا مسئلہ ہے اس کے لئے اس بجٹ کے اندر 67 پرسنٹ جو کہ 167 ارب روپے مختص کئے گئے ہیں جو کہ اس جملہ بجٹ کا 27 پرسنٹ بنتا ہے۔ دوسرا اس صوبے کا جو بڑا اور پیچیدہ مسئلہ ہے، وہ صحت کا ہے، جس کے لئے اس بجٹ کے اندر 78 ارب 65 کروڑ کی خطیر رقم رکھی گئی ہے جو کہ ایک بہت بڑا مسئلہ

تھا۔ تیسرا اس صوبے کا بڑا مسئلہ بے روزگاری ہے، یوتھ کی بے روزگاری ہے، ہمارے صوبے کی غربت ہے، اس کے مدنظر 5 ارب کی خطیر رقم بے روزگار ہمارے نوجوانوں کے لئے روزگار فراہم کرنے کے لئے رکھی گئی ہے اور اس کے ساتھ ایک بہت بڑا مسئلہ ہمارے صوبے میں امن وامان کا ہے جس کے لئے اس بجٹ کے اندر خطیر رقم رکھی گئی ہے اور ساتھ ہی میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ اس صوبے کے جو مسائل ہیں، ان میں سے قوم کا بنیادی مسئلہ غربت ہے اور اس غربت کو مدنظر رکھ کر اس بجٹ کے اندر ٹیکس نہیں بڑھایا گیا، تو لہذا ان حالات کے اندر اس بجٹ کو میں مناسب سمجھتا ہوں اور یہ خسارے کا بجٹ نہیں ہے بلکہ فاضل بجٹ ہے۔ اس بجٹ کے اندر عوام کے دیرینہ مسائل کو ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے، میں سمجھتا ہوں ان شاء اللہ العزیز کہ اس بجٹ کو سامنے رکھ کر یہ میں باور کراتا ہوں کہ یہ حکومت یہ خان صاحب کا جو وژن ہے، تبدیلی کا جو وژن ہے، اس میں سنجیدہ ہے اور مجھے امید ہے کہ اس بجٹ کو چونکہ یہ سات آٹھ مہینے کا بجٹ ہے، بہترین حکمرانی کے لئے (شور) بہترین حکمرانی کے لئے صرف یہ نہیں ہے کہ، وسائل کی بھرمار اور وسائل کو بروئے کار لایا جائے، بہترین حکمرانی کے لئے وسائل کا درکار ہونا بھی ضروری ہے، اس کے ساتھ بہترین حکمرانی کے لئے یہ ضروری ہے کہ قانون پر عمل درآمد ہو، نیز اس ہاؤس کے معزز اراکین کو جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ بہترین حکمرانی کے لئے ہمیں قانون پر عمل درآمد کو یقینی بنانا ہوگا اور ہمیں دستیاب وسائل کے صحیح استعمال کو یقینی بنانا ہوگا اور تبدیلی کے اس سفر کے لئے میں سمجھتا ہوں کہ وسائل کے استعمال کے ساتھ ساتھ قانون پر عمل درآمد، قانون کی عملداری اور کرپشن سے پاک معاشرے کی تشکیل دینا یہ ضروری ہے۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> مفتی صاحب Conclude کریں، پلیز۔

<u>مفتی عبید الرحمان:</u> میری یہ درخواست ہے کہ ہم سب اور ہمارے جو معزز بیوروکریٹس ہیں، یہ سب ہم اپنے آپ کو چوکیدار سمجھ کر وسائل کے صحیح استعمال کو یقینی بنائیں، قانون پر عملداری کو یقینی بنائیں اور اس حکومت کا سنجیدگی کے ساتھ یہ جو قدم ہے اور میں آخر میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا جناب سپیکر! کہ وزیر خزانہ صاحب نے ایک سٹیٹمنٹ دی ہے، ایک تحریری طور پر ایک دستاویز پیش کی ہے ایک ذمہ دار فورم صوبائی اسمبلی میں، اس دستاویز کو خیالات اور تصورات کا مجموعہ قرار دینا یہ میری سمجھ سے بالاتر ہے، میں سمجھتا ہوں کہ یہ سنجیدگی سے بنایا گیا ہے۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> تھینک یو، مفتی صاحب۔

مفتی عبیدالرحمان: اوراس صوبے کے لئےان شاء اللہ وتعالی کامیابی کاذریعہ بنے گا۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔جناب سردار حسین بابک صاحب۔

جناب سردار حسین: شکریہ جناب سپیکر صاحب، کہ آج آپ نے مجھے بجٹ پر تقریر کا موقع دیااور میں کوشش بھی کروں گا کہ Repeat نہ کروں۔ کل ہمارے محترم اپوزیشن لیڈر صاحب نے جن نکات کو اٹھایا ہے، میری کوشش ہوگی کہ میں Repeat نہ کروں۔ جناب سپیکر صاحب! بجٹ ظاہر ہے ہمارا چھوٹا صوبہ ہےاور ہمارے محدود وسائل ہیں اور جو ہم دیکھ رہے ہیں کہ تین ایسے ذرائع ہیں کہ ہمارے صوبے کو ان تین ذرائع سے آمدن نے آنا ہے اور پھر ہم اپنے اخراجات اور اپنی آمدن کا تخمینہ جات لگا کے بجٹ پیش کرتے ہیں اور ظاہر ہے جناب سپیکر صاحب! جب حکومتیں یہ دعویٰ کرتی ہیں، ہر ایک حکومت کی یہ خواہش بھی ہوتی ہے اور کوشش بھی ہوتی ہے کہ وہ یہ دعویٰ کرے کہ ان کی حکومت پچھلی حکومتوں سے بہتر ہے تو میرے خیال میں یہ بہتر کا جو لفظ ہے، اس کا بھی کوئی پیمانہ ہونا چاہیئے۔ جناب سپیکر! ہمارے صوبے کی اپنی آمدن، بیرونی امداد اور مرکز سے جو ہمیں حصہ ملنا ہوتا ہے، ان تینوں ذرائع کو ملا کر ہمارا بجٹ بنتا ہے۔ جناب سپیکر، جب ہماری موجودہ اور پچھلی صوبائی حکومت یہ دعویٰ کرتی ہے کہ بہترین حکومت ہے، گورننس پر ہم نے فوکس کیا ہے، اداروں کو ہم نے ٹھیک کیا ہے، اداروں کو ہم نے Depoliticize کیا ہے، سفارش کلچر کو ہم نے ختم کر دیا ہے، میرٹ اور شفافیت کو رواج دیا ہے، Nepotism سے بالاتر ہم نے فیصلے اور پالیسیاں بنائی ہیں، یہ الفاظ اور یہ دعوے تو بڑے میٹھے ہیں لیکن میں شروع میں اپنے فنانس منسٹر صاحب کے نوٹس میں لاؤنگا کہ یہ جو وائٹ پیپر ہے، چونکہ ابھی منسٹر صاحب نئے آئے ہیں، ظاہر ہے 2013 سے ان کی حکومت تھی اور میرے خیال میں وزیر خزانہ صاحب کو یہ پڑھنا چاہیئے پیج نمبر آٹھ میں یہ کہتا ہوں کہ پی ٹی آئی کی پچھلی پانچ سالہ حکومت اس صوبے کی ناکام ترین حکومت ہے، ناکام ترین حکومت اور وہ اس حوالے سے کہ شکر الحمد للہ وہاں پر قدرتی آفات نہیں تھیں، وہاں پر Militancy نہیں تھی، وہاں پر کرپشن نہیں تھی، وہاں پر Politicization نہیں تھی، وہاں پر Nepotism اور کرپشن اس طرح کے اداروں میں موجود نہیں تھی تو پھر ہونا یہ چاہیئے تھا کہ جو ہمارے صوبے کے اپنے محاصل ہیں، ان میں اضافہ ہونا چاہیئے تھا۔ اس بات سے حکومت انکار نہیں کر سکتی کہ 2013 میں انکی حکومت آئی ہے تو ایک سال کے علاوہ 14-2013 میں ان لوگوں کے اپنے صوبے سے جو محاصل تھے، ان کا جو بجٹ اسٹیمیٹ تھا وہ 16 ارب تھا اور یہ ان لوگوں نے ٹارگٹ کیا ہے 20 ارب، 14-2013 میں 15-2014 میں ان کا ہدف

تھا اپنے محاصل سے 28ارب، ان کو ملا ہے 22ارب، 16-2015 میں ان کی حکومت کا ہدف تھا 54ارب روپے، ان کو ملا ہے 25ارب روپیہ، 17-2016 میں ان کا ہدف تھا 49ارب روپیہ، ان کو ملا ہے 28 ارب روپیہ، 18-2017 میں ان کا ہدف تھا 47ارب روپیہ، اور ان کو ملا ہے 31ارب روپیہ، تو اب یہ میں وزیر خزانہ پر چھوڑتا ہوں کہ وہ کس طرح پی ٹی آئی کی حکومت کو کامیاب حکومت کہتے ہیں؟ میرے خیال میں اس کا جواب ضرور آنا چاہیئے۔ جناب سپیکر! بجٹ سپیچ، جس طرح شگفتہ بی بی نے کہا کہ پہلی دفعہ ہم دیکھ رہے ہیں، اور میں یہ بھی جاننا چاہتا ہوں کہ یہ تقریر لکھی کس نے ہے؟ ضرور وزیر خزانہ صاحب کو بتانا چاہیئے، میرے خیال میں بجائے اس کے کہ عوامی نیشنل پارٹی، پاکستان پیپلز پارٹی، مسلم لیگ نون، جمیعت، ایم ایم اے پر تنقید اور الزامات سے پہلے ضرور وزارت خزانہ کو، وزیر خزانہ صاحب کو وزارت خزانہ کو بریف کرنا چاہیئے تھا اور ان کو بتانا چاہیئے تھا کہ پی ٹی آئی کے وزراء اور ان کے لیڈران ان تمام پارٹیوں کو باوضو ہو کر صبح اور شام جو گالیاں دیتے ہیں تو میرے خیال میں ان کو بتانا چاہیئے تھا کہ جو این ایف سی ایوارڈ ہے، ایوارڈ، یہ کریڈٹ کس کو جاتا ہے؟ 2010 میں ساتواں این ایف سی ایوارڈ جاری ہوا ہے اور میرے خیال میں ان کے وائیٹ پیپر میں بھی شامل ہے کہ باقی شیئرز کو چھوڑیں یہ One percent war on terror اسی سال 43ارب اس صوبے کو ملنے ہیں، یہ کس کا سہرا ہے؟ یہ ان سیاسی جماعتوں کا سہرا ہے اور اس میں ایک لفظ لکھا ہے کہ کیسا احتساب، میں اس بات سے اتفاق کرتا ہوں لیکن یہ جملہ نامکمل ہے، سارے عوام نعرہ لگا رہے تھے کہ آئی آئی، پی ٹی آئی، آئی آئی، پی ٹی آئی لیکن اس کے پیچھے ایک مقصد تھا، ایک لاجک تھا، یہاں پر احتساب سب کا نہیں ہو رہا تھا اور نہیں ہو رہا ہے، یہ جو چور چور کے نعرے لگا رہے ہیں اور لگا رہے تھے اور ساری قوم یہ نعرہ لگا رہی تھی کہ آئی آئی، پی ٹی آئی، میں وزیر خزانہ صاحب سے بھی پوچھتا ہوں اور کاش کہ آج وزیر اعلیٰ صاحب ہوتے، سیاسی جماعتوں کا تو 1947 سے احتساب ہوتا رہا ہے، ان کی پگڑیاں اچھالی گئی ہیں، ان کو سلاخوں کے پیچھے بند کر دیا گیا ہے، ان کو سولی پہ چڑھایا گیا ہے، ان کو بدنام کیا گیا ہے، لوگوں نے اسی لئے پی ٹی آئی کو ووٹ دیا تھا کہ پی ٹی آئی اس ملک میں جرنیلوں اور ججوں کا بھی احتساب کریگی اور میں سننا چاہتا ہوں (تالیاں) کہ اگر بجٹ سپیچ میں نہیں ہے تو وزیر خزانہ صاحب بتائیں کہ اس ملک میں جرنیلوں کا بھی احتساب ہوگا؟ آج آپ دیکھ نہیں رہے ہیں مشرف دبئی میں بیٹھے ہیں تو اس ملک کے کسی ادارے میں اتنی قوت ہے کہ مشرف کو لے آئے، لے آئیں ناں، شہباز شریف صاحب کو آج اندر کیا ہے، کس جرم میں؟ کہ ایک سابق آرمی چیف کے بھائی کے، یعنی غلط ٹھیکے

کو اس نے منسوخ کیا ہے، ہے کسی میں اتنی جرات؟ تو جناب وزیر خزانہ صاحب بجائے اس کے کہ سیاسی لوگ ساری عمر اپنے ایک دوسرے کے گریبانوں میں ہاتھ ہم نے رکھے ہوئے ہیں، میرے خیال میں ہمیں فوکس کرنا چاہیئے ان مسائل کی طرف جن مسائل کی وجہ سے آج یہ حکومت بھی گرداب میں کھڑی ہے اور پچھلی حکومتیں بھی گرداب میں کھڑی تھیں۔ (تالیاں) جناب سپیکر! یہ بجٹ خسارے کا بجٹ ہے اور ہمارے اپوزیشن لیڈر صاحب نے کل یہ ثابت کر دیا ہے۔ میں یہ بھی وزیر خزانہ صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ آئینی طور پہ فاٹا صوبے کا حصہ بنا ہے لیکن اس بجٹ میں فاٹا کا ذکر تک نہیں ہے، کل ہمارے بھائی صوبائی حکومت کے ترجمان کہہ رہے تھے کہ ہم مرکز سے اپنے حصے سے لاتعلق نہیں رہ سکتے جو 100 ارب روپیہ مرکزی حکومت نے فاٹا کے اضلاع کی ترقی کے لئے اعلان کیا ہے وہ اس بجٹ میں شامل کیوں نہیں ہے، کیا ہم اپنے حق سے دستبردار نہیں ہوئے ہیں؟ اگر نہیں ہوئے تو ترجمان میرے بھائی اور وزیر خزانہ جواب دیں کہ یہ چیزیں بجٹ میں اگر Reflect نہیں ہیں تو فاٹا کے اضلاع میں ترقیاتی کام کس طرح ہو گا؟ جناب سپیکر! آپ کو یاد ہو گا میرے بڑے محترم پرویز خٹک صاحب، پچھلا بجٹ جب پیش ہوا اور جب پاس ہوا تو ہمارے صوبے کے بجٹ میں 2400 ارب روپے کے سی پیک کے منصوبے تھے اور آپ کو یاد بھی ہو گا اور اسمبلی کے ریکارڈ پر بھی ہے کہ میں نے مطالبہ کیا کہ یہ 2400 ارب روپے کہاں سے آئینگے؟ تو انہوں نے مجھے جواب دیا کہ یہ ہمارے ساتھ Commitment ہو گئی ہے اور یہاں خوشیاں منا رہے تھے کہ صوبے کو سی پیک میں اپنا حصہ مل گیا ہے۔ جناب سپیکر! آج میں دیکھ رہا ہوں کہ اس اے ڈی پی بجٹ میں ان 2400 ارب منصوبوں کا ذکر ہی نہیں ہے، تو میں ریکویسٹ کروں گا وزیر خزانہ صاحب کو کہ وہ 2400 ارب روپے کے منصوبے سی پیک میں وہ کہاں پہ چلے گئے؟ جناب سپیکر! میں یہ بھی ڈیمانڈ کروں گا اور ریکویسٹ کروں گا کہ آٹھویں این ایف سی کا ایوارڈ آنا ہے اور ہمیں امید ہے، اس صوبے میں بھی پی ٹی آئی کی حکومت ہے اور مرکز میں بھی پی ٹی آئی کی حکومت ہے، ابھی ہم سن رہے ہیں کہ صوبوں کا حصہ کم ہو رہا ہے، اس وجہ سے نہیں کہ فاٹا کے اضلاع کو این ایف سی ایوارڈ میں 3 پرسنٹ ملنا ہے تو صوبوں نے اپنا شیئر دینا ہے، اگر یہی بات ہے تو میں تو صوبائی حکومت کو یہ ریکویسٹ کروں گا کہ فاٹا کا شیئر 5 پرسنٹ ہو جائے، اگر اس وجہ سے ہمارے صوبے کا شیئر کم ہوتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن جس Agreement کے تحت، جس Agreement کے تحت مرکز میں اور صوبے میں دو صوبوں میں یہ حکومت آئی ہے تاکہ این ایف سی ایوارڈ میں اٹھارہویں ترمیم میں جو صوبائی خود مختاری صوبوں کو ملی ہے،

جو فنانشل شیئرز صوبوں کو ملے ہیں اس پر مصلحت کی بنیاد پر اگر یہ کچھ Compromise ہوا ہو تو جناب سپیکر! پھر اپوزیشن بلکہ میں یہ ریکویسٹ کروں گا حکومت سے کہ آپ سب کو مل کر اس چیز کی مخالفت کرنی چاہیئے جو کہ صوبے کے مفاد میں نہیں ہے۔ جناب سپیکر! میں ابھی آتا ہوں بجٹ میں کل مدات کی طرف، تعلیم جو میں اپنے محترم عمران خان صاحب سے بھی ہر سپیچ میں سنتا ہوں کہ اس صوبے میں اتنے ملین بچے سکولوں سے باہر ہیں، اس صوبے میں اتنے ملین بچے سکولوں سے باہر ہیں، تعلیم کی یہ حالت ہے، صوبائی حکومت نے جو بجٹ پیش کیا ہے، ہائر ایجوکیشن میں انہوں نے دس نئے کالجز بنانے ہیں، دس، 2018-19 کی اے ڈی پی میں دس نئے کالجز ہیں جناب سپیکر! آپ حیران ہو جائیں گے کہ ان دس نئے کالجز کی Estimated cost تین ارب روپیہ ہے لیکن آپ حیران ہو جائیں گے کہ ایک سال میں ان تین ارب لاگت کے دس نئے کالجوں کے لئے اس حکومت نے ایک لاکھ روپیہ رکھا ہے، ایک لاکھ روپے ایک لاکھ روپیہ رکھا ہے، یہ تعلیم کے ساتھ مذاق نہیں ہے، یہ تعلیم کے ساتھ کھلا مذاق نہیں ہے؟ (تالیاں) یعنی تین ارب کی لاگت سے دس نئے کالجز اس صوبے میں بننے ہیں اور ایک لاکھ روپیہ رکھا ہے اور اس کے باوجود 2016 ,2014 ,2011 میں Male/Female جتنے کالجز شروع ہوئے ہیں، وہ ابھی تک Complete نہیں ہیں ان کی ایلوکیشن بہت چھوٹی، جناب سپیکر! وزیر خزانہ صاحب کو اس مسئلے پہ سوچنا چاہیئے، ایلیمنٹری اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن، ابھی مفتی صاحب کہہ رہے تھے کہ ماشاء اللہ 167 ارب روپیہ رکھا گیا ہے اور میں تو بڑا خوش ہوا، میں یہ سوچ رہا تھا کہ مجھے کوئی اور کتاب ملی ہے اور مفتی صاحب کو کوئی اور کتاب ملی ہے، آپ حیران ہو جائیں گے کہ نئے سال میں اس صوبے میں ایک پرائمری، ایک مڈل، ایک ہائی اور ایک ہائر سیکنڈری سکول نے نہیں بننا ہے، 200 سکول جو بجٹ میں ان لوگوں نے لکھا ہے کہ یہ Rented buildings میں ہوں گے، Rented buildings میں ہوں گے اور اس کی کل لاگت ہے ایک ارب روپیہ، ایک ارب روپیہ آپ حیران ہو جائیں گے جناب سپیکر، کہ اس کے لئے ان لوگوں نے 100 ملین روپے رکھے ہیں، صرف 100 ملین اور پھر نگہت بی بی تو ابھی نہیں ہیں، Ninety nine Constituency ہیں، Ninety nine onstituency، ایک سال میں پرائمری ایجوکیشن میں خیبر پختونخوا کے ہر حلقے کو دس دس لاکھ روپے ملنے ہیں، دس لاکھ تمام حلقوں کو، ایک حلقے کو دس لاکھ روپیہ ملنا ہے، میں تو نہیں سمجھتا ہوں کہ یہ Priority، یہ کونسی Priority ہے، تعلیم کی یہ کونسی Priority ہے؟ جناب سپیکر! ہم نے اپنے دور حکومت میں، عاطف خان یہاں پہ بیٹھے ہیں، 'روخانہ

پختونخوا' پروگرام کا آغاز کیا، 2013 میں جب یہ لوگ آئے تو ان لوگوں نے Duplicate program شروع کیا Voucher scheme، میں آج پوچھتا ہوں کہ وہ Voucher scheme آج کدھر ہے؟ ہمارے دور حکومت میں مکتب سکولز تھے، ان لوگوں نے آکر وہ مکتب سکولز ختم کر دیئے اور کنٹینر سکول کا افتتاح کیا، میں آج پوچھنا چاہتا ہوں اور وزیر خزانہ صاحب مجھے جواب دیں گے کہ وہ کنٹینرز سکولز کہاں پہ ہیں؟ جناب سپیکر! میرے خیال میں ٹی وی پہ آنا، فیس بک میں دینا اور یہ دعویٰ کرنا کہ تعلیم ان کی Priority ہے، In white paper اور اے ڈی پی بک میں تو کم از کم یہ Priority نظر ہی نہیں آرہی جناب سپیکر! اور میرے خیال میں حکومت کو اس بات پہ سنجیدگی سے سوچنا چاہیئے۔ انڈسٹریز، ہم سنتے آرہے ہیں، یہ سنتے ہیں کہ نواز شریف نے کرپشن کی ہے، زرداری صاحب نے کرپشن کی ہے، اے این پی نے کرپشن کی ہے اور تمام پارٹیوں کے لئے ان کی حکومت نے نام لگائے ہیں، مجھے پوری ای ڈی پی میں بتائیں اور پچھلے پانچ سالہ دور حکومت میں مجھے بتائیں کہ تبدیلی سرکار کی حکومت نے اس صوبے میں ایک بند کارخانہ اگر کھولا ہو، ایک بند کارخانہ بتائیں؟ اور اسی طرح پچھلی حکومت کے فیصلوں اور پالیسیوں پر عمل پیرا ہو کر انڈسٹری کے لئے کوئی ایک آنہ؟ اور یہ تو ہم سننا چاہ رہے ہیں کہ جو سی پیک میں یہ کہہ رہے تھے کہ ادھر انڈسٹریل اسٹیٹ بنے گی، ادھر انڈسٹریل اسٹیٹ بنے گی، یہ انڈسٹریل اسٹیٹس کہاں پہ بنیں گی، کونسے نئے کارخانے بنیں گے، کتنے بند کارخانے کھولے جائیں گے؟ جناب سپیکر! اس کی بھی ہمیں وضاحت چاہیئے۔ محکمہ بلدیات جناب سپیکر، پی ٹی آئی کے بڑے نعرے ہیں، ایک نعرہ یہ بھی تھا کہ 'اب نہیں تو کب اور ہم نہیں تو کون'، یہ بھی ایک نعرہ ہے، میں جب رات کو دیکھ رہا تھا تو یہ نعرہ ادھر فٹ آرہا تھا، دو تین اضلاع میں ادھر بھی فٹ آرہا ہے، محکمہ بلدیات میں میرے پیارے بھائی بیٹھے ہیں، محکمہ بلدیات میں محترم منسٹر صاحب نے ایک ارب روپیہ، اور یہ میں پی ٹی آئی کے باقی ممبران کو اس کے لئے بھی بتانا چاہتا ہوں کہ میرے پیارے بھائی بلدیات کے منسٹر نے یہ Rehabilitation اور Improvement کے نام سے صوابی میں ایک ارب روپیہ رکھا ہے، اب یہ سوچنا چاہیئے، جب وزیر خزانہ صاحب کہتے ہیں کہ حالات نارمل نہیں ہیں تو بجٹ بھی اسی طرح ہو گا، اب دیکھنا تو یہ چاہیئے کہ کوہستان اس میں شامل نہیں، بٹگرام اس میں شامل نہیں ہے، ہنگو کا ضلع ہے وہ شامل نہیں ہے، اپر دیر، کرک تو پھر بھی ماشاء اللہ، اللہ اس کو اور ترقی دے، میں ان اضلاع کی بات کرتا ہوں جو بہت زیادہ پسماندہ ہیں، اپر دیر کو آپ دیکھیں، اب ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ اگر وسائل کی تقسیم پسماندگی،

Backwardness، غربت، پاپولیشن ان چیزوں کو مدنظر رکھتے ہوئے، تو پھر ہم اس بجٹ کو کس طرح کہتے ہیں؟ تو میرے بھائی سے یہ میری ریکویسٹ ہے کہ یہ جو آپ نے اس میں صوابی لکھا ہوا ہے، اس کو اگر خیبر پختونخوا کر لیں تو میرے خیال میں میں ذاتی طور پر مشکور رہوں گا۔ معدنیات، جناب سپیکر! اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہاں کی معدنیات، یہاں کا تیل، یہاں کی گیس، بجلی یہ ہماری آمدن کے ایسے ذرائع ہیں جن سے یہ صوبہ اپنے پاؤں پہ کھڑا ہو سکتا ہے لیکن مجھے بڑا دکھ ہوا کہ معدنیات کے لئے پورے سال میں صوبائی حکومت نے 500 ملین روپیہ رکھا ہوا ہے اور وہ بھی لیز ہولڈرز کو چھوٹے چھوٹے قرضے دیئے جائیں گے لیکن پورے سال میں 20 بلین روپیہ رکھا گیا ہے اور میرے خیال میں وزیر خزانہ خود حساب کتاب کر لیں کہ یہ 20 بلین روپیہ صوبے کے کونے کونے میں کونسے لیز ہولڈر کو کتنا کتنا ملے گا؟ جناب سپیکر! ملٹی سیکٹوریل ڈیویلپمنٹ کے نام پہ سپیشل ڈیویلپمنٹ پیکج رکھا گیا ہے ایک ارب روپیہ، اور یہ ہمارا وزیر اعلیٰ صاحب سے گلہ نہیں ہے، ظاہر ہے جو بھی چیف منسٹر آئے گا وہ اپنے اضلاع کو مختلف طریقوں سے Facilitate کرے گا، مجھے جو اعتراض ہے وہ اس بات پہ کہ اس کے ساتھ اس میں صرف یہ لکھا ہے کہ Militancy hit area، کیا اگر وزیر اعلیٰ صاحب ہوتے تو میں ان سے پوچھتا کہ کیا Militancy hit area صرف سوات ہے، بونیر نہیں ہے، لوئر دیر نہیں ہے، اپر دیر؟ صوبے کا کونسا ضلع نہیں ہے؟ تو میرے خیال میں یہ Discrimination ہے اور میں بڑی معذرت کے ساتھ کہتا ہوں کہ، اس صوبے کے وسائل پہ اس صوبے کے عوام کا حق ہے، I am very sorry again to say this کہ یہ کسی کی جاگیر نہیں ہے، لہذا اس کو بھی اگر اس میں تبدیلی آ سکتی ہے تو ایک ارب روپیہ صرف سوات کے لئے اس نام پہ کہ یہ Militancy hit area ہے، تمام صوبہ Militancy hit area ہے، لہذا اس کو بھی اگر آپ KP کر لیں، خیبر پختونخوا کر لیں تو آپ کی مہربانی ہوگی۔ جناب سپیکر، 22 ارب روپیہ Host Communities DFID Assisting Projects تھے، مجھے امید ہے وزیر خزانہ صاحب جو دوسرا بلاک ہیڈ ہے 22 ارب روپیہ کا، مجھے آپ سے کم از کم ذاتی طور پر یہ امید ہے، یہ امید مجھے ہے کہ آپ صوبے کے تمام ان علاقوں کو جو Deserving ہیں، جو میرٹ پہ آتے ہیں، مجھے امید ہے ان شاءاللہ کہ آپ کا یہ اماؤنٹ کیونکہ یہ لون بھی ہے اور یہ گرانٹ بھی ہے اور میرے خیال میں جب آپ لون دیں گے تو پھر ہم بھی لون لیں گے، ہمارے علاقے بھی لون لیں گے تو میرے خیال میں سب کو اسی طرح Distribute ہونا چاہیئے، تو یہ بڑا بہتر رہے گا۔ جناب سپیکر! روڈ سیکٹر بہت بڑا مجھے دکھ ہوا، بڑا دکھ ہوا اور

میں پی ٹی آئی کے ان ممبران کی انفارمیشن کے لئے بتانا چاہتا ہوں کہ ہمارا، چلو یہ بھی شکر ہے کہ آپ کو پتہ ہے اور آپ خاموش ہیں، یہ بھی شکر ہے، یہ ہمارے سی اینڈ ڈبلیو کے منسٹر صاحب، انہوں نے ہری پور کوہالہ بالا روڈ دو ارب روپے کا منصوبہ ہے، دو ارب روپے کا، اور ان شاء اللہ کٹ موشن میں پچھلے پانچ سال میں ہری پور کو جو اتنا دینا اس میں کوئی برائی نہیں ہے جناب سپیکر! لیکن یہ بڑا عجیب لگتا ہے، بڑا عجیب لگتا ہے کہ صوبے کے کسی کونے میں ضرورت کو بالائے طاق رکھتے ہوئے کوئی منسٹر یا کوئی ایم پی اے صرف اس وجہ سے اپنے علاقے کو اربوں سے نوازتا ہے اور پسماندہ علاقوں کو Avoid کرتا ہے تو میرے خیال میں یہ زیادتی ہے، دو ارب روپے کا جو منصوبہ ہے، وہ روڈ انہوں نے دیا ہے اور آپ یہ دیکھیں کہ صوبے کا ٹوٹل تھروفارورڈ چھ ارب روپیہ، Six hundred billion سے زیادہ ہے، یہ کہاں سے آئے گا؟ ایک طرف ہم یہ کہتے ہیں کہ دیکھیں ہم مالی مشکلات میں ہیں، ہم Ongoing schemes کو پیسہ دیں گے اور ہم Discrimination بھی کرتے ہیں، پسماندہ علاقوں کو ہم نظر انداز بھی کرتے ہیں اور پھر اپنے اختیارات کا، میں یہ لفظ استعمال نہیں کروں گا کہ یہ جائز استعمال ہے کہ یہ ناجائز استعمال ہے، یہ میں وزیر خزانہ صاحب پہ چھوڑتا ہوں۔ جناب سپیکر! ٹورازم، عاطف خان یہاں پہ بیٹھے ہیں اور جب ان کی پارٹی نے ان کو یہ ذمہ داری دی تو ماشاء اللہ بڑی Actively آپ Propagate بھی کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ہم ٹورازم کے لئے بڑا خرچہ کریں گے اور Revenue generate کریں گے، لیکن میں کہتا ہوں کہ ٹورزم کے لئے پورے سال میں، پورے سال میں باقی چیزوں کو چھوڑیں کہ ادھر پلے گراونڈز میں یہ کرنا ہے، سپورٹس میں ادھر Gymnasium بنانا ہے، ادھر یہ کرنا ہے، یہ کرنا ہے، جو ٹورازم ہے اس کے لئے صرف پندرہ ملین روپیہ، پندرہ ملین، جناب سپیکر! اس پہ تو میرے خیال میں نظر ثانی کرنی چاہیئے، جن چیزوں کی ضرورت ہے، جن چیزوں سے ہمارے صوبے کی آمدن کو بڑھانا ہے، جن چیزوں سے ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہمارا صوبہ Financially اپنے پاؤں پہ کھڑا ہو سکتا ہے، تو میرے خیال میں اس کو بہت زیادہ اماؤنٹ دینی چاہیئے تاکہ یہ صوبہ جو ہے یہ Tourism hub بنے اور یہاں پہ فارن کے اور نیشنل اور انٹرنیشنل ٹورازم آئیں اور یہاں پہ ہم Revenue generate کریں۔ جناب سپیکر! انرجی اینڈ پاور، جناب سپیکر! میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ بجلی کی آمدن کی وجہ سے ہمارا بجٹ Sustain رہتا ہے، اب پچھلی حکومت میں بھی ایسا ہوا کہ جتنی ہماری Feasibility تھی، جتنی ہماری Designing تھی، جتنے ہمارے Energy generation spots تھے، ایریاز تھے، ان کو تو پرائیویٹ پارٹنرشپ میں دے دیا گیا لیکن

میں نہیں دیکھ رہا ہوں کوئی ایک سکیم یا تو میں آئل اینڈ گیس کی یا تو میں ہائیڈل پاور جنریشن کی جتنی انکم ہمیں آنی ہے وہ آپ نے Bulk میں رکھی ہے لیکن ہونا یہ چاہیئے تھا کہ اگر کوئی منسٹر اپنے حلقے کے روڈ کے لئے دو ارب روپیہ Nomenclature میں By name رکھتا ہے تو اس صوبے کے لئے بجلی پیداوار کے منصوبے By name کیوں نہیں ہیں؟ تو مجھے خدشہ ہے کہ یہ جو Bulk میں اماؤنٹ رکھی گئی ہے، بجلی پیداواری منصوبوں کی، یہ گلیوں میں ہینڈ پمپ میں اور ان چیزوں میں اپنے ممبران میں تقسیم میرے اس صوبے کے لئے نقصان دہ ہے۔ جناب سپیکر! بی آر ٹی کے حوالے سے یہاں پہ بات ہوئی، جناب سپیکر! ہمارے صوبے کا جو بجٹ ہے وہ Squeeze ہوتا جا رہا ہے، جو قرضے ہم نے لئے ان پہ ہم نے سود ادا کرنا ہے۔ اب بی آر ٹی کی وجہ سے پشاور کو کھنڈرات میں تبدیل کیا گیا، اب اس کا حاصل کیا ہوگا، اس کا مطالبہ کس نے کیا تھا؟ جناب سپیکر! یہ منصوبہ اگر اسمبلی میں آتا یا سٹینڈنگ کمیٹی میں آتا، یہ سول سوسائٹی اور پشاور کے باسیوں کے سامنے اوپن ہوتا، اس کے فوائد اور نقصانات سامنے آتے، اس کی اگر لاگت پہ بات ہوتی، اگر لون اور گرانٹ پہ بات ہوتی تو میرے خیال میں یہ منصوبہ کبھی شروع نہ ہوتا، یہ منصوبہ شروع ہوا اور یہ راستہ یہ جو سنٹرل ایشیاء ہے، یہ ایک بین الاقوامی شاہراہ ہے، بی آر ٹی کی وجہ سے خیبر پختونخوا کی بین الاقوامی شاہراہ ختم ہوئی، تاریخ ہمیں معاف نہیں کرے گی، یہ جو کہتے ہیں کہ ہم Beautification، عنایت اللہ خان یہاں پہ بیٹھے ہیں، پھر اس سے پہلے Beautification کی لسر پہ پشاور میں اسی پی ٹی آئی کی پچھلی حکومت نے اربوں روپیہ لگایا، گملے لگائے، جنگلے لگائے، پودے لگائے اور پارک بنائے، آٹھ مہینے کے بعد Excavator اور یہ Loaders آئے اور، اربوں جو روپیہ تھا، ابھی بی آر ٹی بن رہا ہے، جناب سپیکر! میرے خیال میں اس منصوبہ، کو تو کمپلیٹ ہونا ہی ہے، اس کے ساتھ ابھی کیا ہو سکتا ہے؟ کاش کہ آج یہاں پہ ہمارے سابق وزیر اعلیٰ صاحب ہوتے، مجھے نہیں معلوم پندرہ دن کے بعد، اور یہ عجیب بات ہے کہ میں کل بی آر ٹی کو دیکھ رہا تھا تو ECNEC نے جو ایک پی سی ون Approve کیا ہے، دوسرا پی سی ون ECNEC کے پاس گیا ہے اور اس میں لکھا گیا ہے کہ For approval from ECNEC Waiting، اب اتنی جلدی تھی، کونسی جلدی تھی، کسی کو Oblige کرنے کی بڑی جلدی تھی کہ ECNEC سے وہ Approved نہیں ہے، اسمبلی میں ڈسکس نہیں ہوا، سٹینڈنگ کمیٹی میں نہیں ہوا، تو جناب سپیکر! یہ ساری ایسی چیزیں ہیں جن کو واقعتاً دیکھنا چاہیئے اور مجھے امید ہے، ان شاء اللہ مجھے امید ہے کہ جو صوبائی حکومت ہے وہ ہماری ان باتوں کو مائنڈ نہیں کرے گی لیکن ضرور جو Budget Estimates

ہیں، یہ بجٹ ابھی پیش ہوا ہے، میرے خیال میں آپ اس میں Changes لا سکتے ہیں، ایک وسیع تر مفاد میں، ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ ابھی ہم بجٹ پیش ہونے کے بعد یہاں پہ ڈسکشن کرتے ہیں، آپ کی جو پلاننگ تھی، آپ کی جو ترجیحات تھیں، آپ کے جو وسائل تھے، آپ کو جو مشکلات تھیں، اور کتنا اچھا ہوتا کہ بجٹ سے پندرہ بیس دن پہلے اس ہاؤس میں اس بجٹ ڈاکومنٹ کو لے آتے، ہم اپنی تجاویز دیتے، ویسے بھی آپ لوگوں نے پچھلے پانچ سال اپوزیشن کو دیوار سے لگایا ہے، تو مجھے تو یہ امید نہیں ہے کہ ان پانچ سالوں میں کسی اور پارٹی کی حکومت تو نہیں ہے، آپ کی حکومت ہے، آپ تو گلے سے نہیں لگائیں گے، آپ پھر دیوار سے لگائیں گے لیکن کل میرے سامنے ہمارے اپوزیشن لیڈر صاحب نے اعلان کیا ہے جناب سپیکر! میں Repeat نہیں کرنا چاہتا، میں Repeat نہیں کرنا چاہتا لیکن کل ان کی دو ڈیمانڈز آئی تھیں، ایک کوٹے کے حوالے سے اور دوسری پی آر ٹی کے حوالے سے، اور کوٹوں کی جو ہائیڈرل پاور جنریشن ہے، یہ پارلیمانی کمیٹی بن جائے تو میرے خیال میں حکومت کو اس کا بھی سوچنا چاہیئے اور مجھے پوری امید ہے جناب سپیکر! وزیر خزانہ صاحب یہاں پہ بیٹھے ہیں، اے این پی پہ آپ کس طرح تنقید کرتے ہیں، ان کی حکومت میں تو جنوبی اضلاع کو پانچ پرسنٹ آمدن دی جاتی تھی، رائیلٹی دی جاتی تھی، جب ہم آئے تو ہم نے دس پرسنٹ کر دی اور صرف دس پرسنٹ نہیں کی، اس وقت تو یہ ہمارے محترم وزیر تھے، یہاں ہمارے قاسم صاحب وہ اب نہیں ہیں، ہم نے دے بھی دیئے۔ پچھلے پانچ سال میں جس طرح ابھی بتا رہے ہیں کہ پانچ ارب چالیس کروڑ پتہ نہیں نوشہرہ چلا گیا، پتہ نہیں عاطف خان لے گیا یا شاہرام خان لے گیا، کون لے گیا؟ یہ کرک کی اور جنوبی اضلاع کی جو رائلٹی ہے اس کا بھی پتہ کرنا چاہیئے کہ یہ کہاں پہ چلا گیا؟ وہ اضلاع، Suppose ہم این ایف سی میں ڈیمانڈ کرتے ہیں، ہم پھر پی ایف سی پہ عملدرآمد نہیں کرتے ہیں، اگر مرکز سے ہم یہ مانگ رہے ہیں کہ یہ ہمارا حصہ ہے تو جو ضلعے ہمیں آمدن دیتے ہیں، ان کو دینا چاہیئے اور میں اس چیز سے ڈر رہا ہوں کہ ساری قوم نے نعرے لگائے ہیں کہ آئی آئی، پی ٹی آئی، ابھی نعرے شروع ہو گئے ہیں By by پی ٹی آئی، (تالیاں) میں اس چیز سے ڈر رہا ہوں، میں اس چیز سے ڈر رہا ہوں کہ وہ دن آنے والے ہیں کہ سارے لوگ یہ نعرہ لگائیں By by, PTI۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ، جناب سردار حسین بابک صاحب۔ Now, I request to Sardar Muhammad Yousaf Sahab, to deliver his speech.

سردار محمد یوسف زمان: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ جناب سپیکر، آپ کا شکریہ کہ آپ نے اس بجٹ کے حوالے سے کچھ معروضات پیش کرنے کا موقع دیا۔ اس بجٹ کے حوالے سے کل سے جو تقاریر شروع

ہوئی ہیں اور جو حقائق ہیں اور جو Facts and figures ہیں، ہمارے اپوزیشن لیڈر اکرم درانی صاحب نے بھی بڑی تفصیل سے بیان کئے اور آج جس طرح سے بابک صاحب نے ہر ایک جو سیکٹر ہے اس حوالے سے بات کی ہے، میں اس کو نہیں دہرانا چاہتا، میں سمجھتا ہوں کہ یہ حقائق ہیں جن کو کہ تسلیم کرنا چاہیئے۔ جناب سپیکر! بجٹ ایک معاشی تخمینہ ہوتا ہے جو کہ ملک اور صوبے کی جو آمدن اور آخراجات پر مشتمل، جناب سپیکر! (مداخلت) کیا مسئلہ بن گیا جی؟

<u>ارباب جہانداد خان</u>: جناب سپیکر! میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

<u>جناب سپیکر</u>: ارباب صاحب! میں آپ کو سردار یوسف کی تقریر کے بعد موقع دیتا ہوں۔

<u>سردار محمد یوسف زمان</u>: ان کو موقع دے دیں جی (قہقہے) جناب سپیکر! جس طریقے سے کہ یہ بجٹ جو پیش کیا۔۔۔۔

(شور اور قطع کلامی)

<u>سردار محمد یوسف</u>: ابھی سے By by تو نہیں ہو رہی ہے۔

<u>Mr. Speaker</u>: No cross talk, please.

<u>سردار محمد یوسف زمان</u>: جی، میں بات کروں یا ان۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر</u>: سردار صاحب! آپ بات کریں۔

<u>سردار محمد یوسف زمان</u>: جی۔

<u>جناب سپیکر</u>: آپ بات کریں۔

<u>سردار محمد یوسف زمان</u>: اچھا، شکریہ جی، بہرکیف وہ ان کا اپنا مسئلہ ہے، اس وقت جو بجٹ کے جو اعداد و شمار جو ہم نے دیکھے اور جو پڑھے ہیں محترم وزیر خزانہ نے، ان میں بڑا تضاد نظر آیا اور یہ جس طریقے سے بجٹ کی تقریر شروع کرتے وقت ہی سابقہ حکومتوں پر تنقید کی گئی اور یہ ایک پرانی روایت چلی آرہی ہے، جب بھی کوئی نئی حکومت آتی ہے تو وہ ہمیشہ سابقہ حکومت یا دوسرے پر تنقید کرتی ہے، بڑا آسان طریقہ یہ رہا ہے لیکن کبھی کسی کو یہ بھی ہمت کرنی چاہیئے کہ جو چیلنجز ہیں ان کو قبول بھی کرنا چاہیئے اور پھر خاص طور پر یہ حکومت جو پی ٹی آئی کی پچھلے پانچ سال اس صوبے میں حکومت کرتی رہی ہے، میرے خیال میں انکو پچھلے پانچ سال اور سابقہ ادوار کا موازنہ اس طریقے سے نہیں کرنا چاہیئے تھا کہ صرف ان پر تنقید کی جائے، حقائق پر مبنی جو موازنہ وہ پیش کرنا چاہیئے تھا اور جو حقائق کے مطابق آئندہ کے لئے ایک لائحہ عمل ہے، وہ سامنے پیش کرنا چاہیئے تھا، تاہم یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ دعوے ان کے تو بہت زیادہ ہیں اور جو پچھلے پانچ

سال میں ہوا وہ بھی حقائق ہیں، انکو بھی تسلیم کرنا چاہیئے۔ آخر میں، تقریر کے آخر میں ایک بات جو کہ پی ٹی آئی کی حکومت کا وژن ہے اور وزیر اعظم عمران خان کا کہ ریاست مدینہ، کے طور پر ہم ایک نظام لانا چاہتے ہیں، اللہ کرے ہماری بھی یہ خواہش ہے، یہ ملک اسی مقصد کے لئے بنا ہے لیکن اس کے لئے عمل کونسا کیا ہے؟ 'ریاست مدینہ' سے تشبیہ دینا میں سمجھتا ہوں کہ بہت بڑی زیادتی اس لئے ہے کہ ہمارا معاشی نظام ہی سود پر مبنی ہے، تو کیا 'ریاست مدینہ' کا جو نظام تھا وہ سود پر مبنی تھا، معاشی نظام سود پر مبنی تھا؟ سب سے پہلے تو یہ ہے کہ اگر یہ اس کے لئے اپنی بات پر سچے ہیں تو پہلے تو اس معاشی نظام کو، جو بجٹ ہے، جو باقی معاملات ہیں، ان سے سود کو پاک کرنا چاہیئے اور اس کے لئے ہم تیار ہیں، کوئی اس میں اپوزیشن نہیں ہے، اس کے لئے اگر یہ ایسا نظام سامنے لانا چاہتے ہیں جس میں کہ عام شخص کو انصاف بھی ملے، عام شخص کی جان مال اور عزت اور اس کی ترقی کے لئے ضمانت بھی دی جائے تو میرے خیال میں کوئی اس پر اعتراض نہیں کرے گا لیکن جس طرح ان کے قول و فعل میں تضاد ہے اور میں یہ کہوں گا کہ ،لما تقولون مالا تفعلون، جو بات تم کر نہیں سکتے تو پھر کہتے کیوں ہو؟ یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا حکم ہے۔ جناب سپیکر! ہمیں 70ء کے بعد تو کم از کم یہ سوچنا چاہیئے کہ کس مقصد کے لئے اس ملک کو ہمارے بزرگوں نے بنایا اور ہماری کیا ذمہ داریاں ہیں؟ لیکن آج بھی ہم وہ پرانی روایت برقرار رکھے ہوئے ہیں تنقید برائے تنقید، اور خاص طور پر ان جمہوری اداروں میں، اس فورم پر میرے خیال میں اس روایت کو تبدیل کرنا چاہیئے کہ ایک پارٹی دوسری پر تنقید کرے اور دوسری پارٹی دوسری پارٹی پر تنقید کرے، اس کے برعکس حقائق کو تسلیم کرتے ہوئے ملک اور صوبے کے لئے ایسا نظام سامنے لایا جائے، ایسا معاشی اقتصادی نظام سامنے لایا جائے، اس کے لئے میرے خیال میں ہم کام کریں تو ہم سب اس ملک کو بھی بنا سکتے ہیں، اس صوبے کو بھی بنا سکتے ہیں۔ جناب سپیکر! جو Sector wise allocation ہوئی ہے بجٹ میں، اور جس طریقے سے جس انداز سے وہ فگرز رکھے ہیں، اس حوالے سے میرے خیال میں بابک صاحب نے جو بات کی ہے کہ جو Ongoing سکیمیں ہیں، ان میں بعض علاقوں میں جو ایلوکیشن ہے، بالکل دس فیصد اور آٹھ فیصد رکھی ہے، تو وہ پراجیکٹ مکمل ہی نہیں ہو سکتے اور بعض علاقوں میں بعض سکیموں پر زیادہ ایلوکیشن رکھی ہے، میرا خیال ہے یہ بہت بڑی زیادتی ہے اور اسی طریقے سے پسماندہ علاقوں کو، پسماندہ جو اضلاع ہیں ان کو نظر انداز کرنا یہ بھی بہت بڑی زیادتی ہے، حالانکہ ہونا یہ چاہیئے تھا کہ جو پسماندہ اضلاع ہیں ان کو Priority دی جاتی اور اسی بنیاد پر بجٹ کا جو ایک تخمینہ لگتا ہے، پورے صوبے کو اسی طریقے پر لایا جا سکتا ہے کہ

Backward areas کو Uplift کیا جائے، دوسرے ایریا کے برابر ان کو موقع دیا جائے کہ وہ معاشی طور پر بہتر ہو سکیں۔ اس سسٹم میں اس وقت تک بہت ساری جو کوتاہیاں ہیں، جو کمی ہے، اس کو دور کرنے کی ضرورت ہے، ہم تو کہتے ہیں، واہ واہ بھی کرتے ہیں کہ تعلیم پر بڑے اخراجات کر رہے ہیں، صحت پر کر رہے ہیں، اس کے ساتھ ہی ساتھ ٹرانسپورٹ، روڈز اور ساری چیزوں کو، لیکن صوبہ خیبر پختونخوا کے آج بھی کئی اضلاع ہیں جہاں آج بھی سکولز نہیں ہیں، جہاں پر روڈز نہیں ہیں، جہاں پر پینے کا صاف پانی نہیں ہے اور پھر یہاں کوئی ترجیحات نہیں، میرے اپنے ضلعے میں میں نے جو گرلز سکولوں کی تعداد پوچھی تو صرف چھ سو سکول ہیں جبکہ ضلع مانسہرہ میں بارہ سو سکولوں کی ضرورت ہے اور اگر ایک ضلعے کے لئے دو سکول یا تین سکول آپ سالانہ اے ڈی پی میں رکھیں گے تو یہ کمی تو کئی سال بھی دور نہیں ہو سکے گی۔ جہاں اگر GDP کا Six percent انہوں نے ایجوکیشن کے لئے رکھا ہے تو اس میں مزید اضافہ کرنا چاہیئے کہ جہاں ضرورت ہے، وہ کسی طریقے سے پوری ہو، اس وجہ سے جناب سپیکر! وزیر خزانہ نے بڑی محنت کی ہے اور ان کی وزارت نے بھی بڑی محنت کی ہے لیکن جب اگر تعلیم کو ہم ترجیح دیتے ہیں تو اس میں سکول اور کوالٹی آف ایجوکیشن کے لئے کام کتنا ہوا ہے اور اس کی ضرورت کیا ہے؟ اس کو پوری کرنا چاہیئے۔ میں صرف ایک حلقے کی بات نہیں کرتا بلکہ پورے صوبے کی بات کروں گا کیونکہ یہ صوبہ ہم سب کا ہے لیکن بدقسمتی سے ہم نے دیکھا ہے کہ جن کے اختیارات ہوں وہ صرف اور صرف اپنے اضلاع تک محدود رہتے ہیں اور اپنی وہ Constituency تک وہ اپنے آپ کو محدود رکھتے ہیں۔ بعض وزراء صاحبان کی بھی یہ کوشش ہوتی ہے کہ ان کے حلقے میں، کیونکہ وہاں سے ووٹ لے کر آتے ہیں تو سکیمیں وہاں رکھی جائیں، باقی صوبے میں کسی کو کچھ ملے یا نہ ملے لیکن میں یہ ضرور گزارش کروں گا کہ اس فورم پر ہم سب صوبے کی نمائندگی کرتے ہیں، بیشک اپنے اپنے حلقوں سے منتخب ہو کر آئے ہیں، پھر ہم اگر حکومت کو اپنے حلقوں کی ایک تجویز اور ایک مطالبہ رکھتے ہیں تو اس پر حکومت کا فرض بنتا ہے کہ وہ بلا امتیاز ان کو شامل کرے اور جس طرح کہ اپوزیشن لیڈر نے کل بات کی ہے، بالکل ہم اس بات سے متفق ہیں کہ اگر یہ امتیازی سلوک رکھا گیا تو پھر بھرپور طور پر ہم مزاحمت کریں گے، یہ ہمارا حق بنتا ہے، یہ ہمارے عوام کا حق بنتا ہے اور اس وجہ سے کہ اگر اچھا کام کریں گے اور صحیح کام کریں گے تو ان شاء اللہ ہم حمایت کریں گے لیکن جہاں اگر زیادتی کی جائے گی اور عوام کے ساتھ زیادتی ہو گی، ہمارے حلقوں کے ساتھ، اضلاع کے ساتھ ہو گی تو ہم بھی بھرپور مزاحمت کریں گے اور ان شاء اللہ احتجاج بھی کریں گے اور ضرور اپنا حق لینگے اور حکومت کے

لئے بھی مشکلات پیدا ہوں گی۔ جناب سپیکر! اس وقت پورے پاکستان میں جس کی ایک امید تھی، توقعات تھیں کہ نیا پاکستان بن رہا ہے اور نئے پاکستان میں دودھ کی نہریں بہیں گی اور یہاں پر ہر شخص خوشحال ہو گا اور ہر شخص کے لئے جو وسائل ہیں وہ استعمال ہوں گے لیکن جہاں تک دیکھنے میں آرہا ہے میرے خیال میں سب اس بات سے اتفاق بھی کرتے ہیں کہ انکی حکومت کے آنے کے بعد ہی ہر شخص کی زندگی اجیرن بن گئی ہے، جو انکی بنیادی ضروریات ہیں وہ بھی پوری نہیں ہو سکتیں، مہنگائی ہے، ابھی تقریباً جو کرایوں میں اضافہ ہوا ہے، جو آٹا، دالیں اور سبزی بھی مہنگی ہو گئی ہے اور اس کے ساتھ ہی جو گیس اور بجلی ہے اس میں بھی اضافہ ہوا ہے، تو ایک عام شخص اور ایک غریب جس کی آمدن ہی پورے مہینے کی اگر صرف بارہ ہزار ہے یا دس ہزار ہے، پندرہ ہزار بھی ہو تو وہ چھ افراد کا کنبہ کس طریقے سے گزارہ کر سکتا ہے؟ اس کا انہوں نے اندازہ نہیں لگایا کہ ایک طرف تو قوم کو یہ تلقین کی جا رہی ہے کہ ایک سال تک گزارہ کریں، دو سال تک گزارہ کریں، بھائی آپ نے تو پہلے تیاری کی ہے، آپ تو پانچ سال سے تیار ہو کر آرہے تھے، آپ تو سابقہ حکومت پر تنقید کر رہے تھے کہ اگر ہم آئے تو یہ ساری چیز ہم آپ کو دیں گے، آپ تو ایک Pre planned طریقے سے آئے ہیں اور ابھی آپ کو کتنا موقع چاہیئے کہ دو سال چاہئیں، تین سال چاہئیں؟ اس وجہ سے اگر ہماری حکومت جو پاکستان مسلم لیگ کی حکومت تھی، جو مرکز میں تھی، اس وقت بڑے شکوے بڑے گلے رہے لیکن میری معلومات کے مطابق این ایف سی ایوارڈ کے تحت مرکز سے جو بھی آپ کو گرانٹ ملتی تھی اس کو بھی آپ خرچ نہیں کر سکے، وہ فنڈز اکثر لیپس ہوتے تھے کیونکہ آپ کی ترجیحات اور تھیں اور عوام کی ضروریات اور تھیں لیکن اب وہ مسئلہ نہیں ہے، اب تو مرکز میں بھی پی ٹی آئی کی حکومت ہے، صوبے میں بھی پی ٹی آئی کی حکومت ہے، پنجاب میں بھی ہے اور بلوچستان میں بھی ہے، اب تو کوئی چیز آپ کے سامنے رکاوٹ نہیں ہے، اس لئے آپ جو ابھی اسی طریقے سے، دو مہینے میں جو آپکا ریزلٹ آیا ہے، یہ اگر آپکا طریقہ چلتا رہا تو مجھے یہ یقین نہیں کہ شاید آپ یہ Tenure میں بھی پورا نہ کر سکیں، بلکہ آپ تو سو دن کا پہلے ہی انکار کر دیا ہے، وہ سو دن کا، ایک ایک دن کا موازنہ کر رہے ہیں اس دن میں کتنا اضافہ ہو رہا ہے، کتنی کمی بیشی ہو رہی ہے، سو دن کے بعد آپ کو حساب دینا چاہیئے، پوری قوم کا یہ حق ہے، آپ نے وعدہ کیا ہے، تاہم شروع شروع میں ہم نے تو یہی دیکھا ہے، آپ آئیں تو تحریک انصاف تحریک انتقام بن گئی ہے اور جو انتقامی کاروائیاں ہو رہی ہیں وہ بالکل سامنے ہیں، جہاں پر بھی شور شرابہ شروع ہوا ہے اور اس حکومت نے جہاں مرکز میں جو ابتداء کی ہے، سب سے پہلے پاکستان کی تاریخ میں

شاید پہلی دفعہ قومی اسمبلی کے اپوزیشن لیڈر کو اس طریقے سے، گھناؤنے طریقے سے Arrest کیا ہے، جس کی جتنی بھی مذمت کی جائے وہ کم ہے، کیونکہ جمہوری روایات ہی نہیں رہیں اور یہ جو طریقہ کار انہوں نے اختیار کیا ہے، یہ ملک کو آگے لے کر جانے کے لئے نہیں ہے بلکہ ملک کو پسماندہ رکھنے کے لئے اور جمہوری نظام کو کمزور کرنے کے لئے ہے، اس لئے جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ یہ چاہوں گا کہ جہاں اگر اس طرح کی انتقامی کاروائیاں ہوں گی جو کہ خاص پارٹی کو اور اپوزیشن کو ٹارگٹ کیا جائے گا، وہاں پر آپ کس طرح امن بحال کر سکتے ہیں، آپ کس طرح جمہوریت کو پروان چڑھا سکتے ہیں، آپ کس طریقے سے اس ملک اور اس صوبے کو ترقی پر گامزن کر سکتے ہیں؟ جناب سپیکر! (شور) میرا خیال ہے (مداخلت) ماحول ذرہ صحیح رکھیں جی، بلکہ میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ ان ساری چیزوں کے حصول کے لئے بنیادی طور پر ماحول ایسا بنایا جائے کہ جس میں ہم آہنگی ہو، جس میں ایک دوسرے کی عزت واحترام ہو اور جس میں کسی کی بات سنی جائے اور انصاف ہو، صرف نام رکھنے سے انصاف نہیں، بلکہ عملی طور پر انصاف کرنا چاہیئے جناب سپیکر! ابھی جو آپ بات کر رہے ہیں کہ جو سی پیک کے حوالے سے اس صوبے کو کتنا فائدہ ہوا، کیا ملا؟ میرے خیال میں اس کی ذمہ داری بھی سابقہ پی ٹی آئی کی صوبائی حکومت کی تھی، اگر اس وقت یہ کنٹینروں پر صرف احتجاج نہ کرتے اور سی پیک کی حمایت کرتے تو آج ہمارے صوبے کو فائدہ ہوتا، سب سے زیادہ پہلا حق ہی ہمارا بنتا لیکن بد قسمتی سے پی ٹی آئی کی حکومت نے سی پیک کی اس وقت مخالفت کی اور اس کے راستے میں روڑے اٹکائے اور جس سے جتنا ہو سکتا تھا رکاوٹ پیدا کی، بلا آخر اس وقت یہ ہوش میں آئے جس وقت سی پیک کامیاب ہو گیا، مرکزی حکومت نے باقاعدہ، باقی صوبوں کو بھی فائدہ ہوا، لیکن ہمارے صوبے کو نقصان جو ہوا وہ اس وقت کی پی ٹی آئی کی حکومت کی وجہ سے ہوا اور ہزارہ جو کہ صوبہ خیبر پختونخوا کا حصہ ہے، ہم تو یہی کہہ رہے تھے کہ یہ ہزارہ بھی صوبہ پختونخوا کا حصہ ہے، وہاں اگر کوئی کام ہوتا، اس میں بھی رکاوٹ ڈالتے تھے، مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے، میں تنقید نہیں حقیقت ہے کہ ہزارہ میں مجھے تو کوئی میگا پراجیکٹ نظر نہیں آتا صوبائی حکومت کی طرف سے، اور تو چھوڑیں ہماری یونیورسٹیوں کو بھی کوئی گرانٹ نہیں ملی، ہزارہ یونیورسٹی کو صوبائی حکومت کی طرف سے ایک پیسہ گرانٹ نہیں دی گئی اور اسی طریقے سے دوسرے جو پراجیکٹس ہیں، اس کے لئے کوئی میگا پراجیکٹ نہیں رکھا گیا، حالانکہ یہ سارا صوبے کا حصہ ہے، چاہے ہزارہ ڈویژن ہے چاہے مالاکنڈ ڈویژن ہے، چاہے ڈی آئی خان چاہے کوہاٹ ہے، پشاور ہے، چارسدہ ہے، یہ صوبے کا حصہ ہیں، ہماری کیا سوچ ہے، ہمارا Mind set کیا

ہے کہ ہم اس طریقے سے اس صوبے کو ترقی دیں گے کہ جن کا حق ہے ان کا حق مار کر اور جن کے اختیارات ہیں، وہ اپنے اختیارات استعمال کر کے اپنے اپنے علاقوں کو محض اس خاطر وہاں پر گرانٹ دیں گے کہ وہاں سے ووٹ حاصل کریں گے، بات ان شاء اللہ اب نہیں چل سکے گی اور چلنی بھی نہیں چاہئے کیونکہ یہ ملک بھی ہم سب کا ہے اور یہ صوبہ بھی ہم سب کا ہے، ہم نے کبھی بھی یہ بات نہیں سوچی کہ جو ایک ڈویژن ہے وہ علیحدہ ہے، دوسرا ڈویژن علیحدہ ہے، بلکہ ہمیں تو خوشی ہوئی، بلکہ ہماری حکومت میں ہوا ہے کہ جو فاٹا ہے، قبائلی علاقہ وہ Merge ہو گیا ہے صوبہ خیبر پختونخوا کے ساتھ، تاکہ وہاں کے جو علاقے ہیں وہ بھی ترقی کر سکیں، وہاں کے لوگوں کے حقوق کا بھی تحفظ ہو سکے، وہاں بھی تعلیم عام ہو سکے، وہاں بھی صحت کے لئے کام ہو سکے، اس لئے اب اس صوبے کی بہت زیادہ ذمہ داری بڑھ گئی ہے۔ چونکہ میری زیادہ آمد و رفت ہزارہ میں رہی ہے، پچھلے تقریباً چار Tenure سے میں تو ادھر نہیں آ سکا لیکن میں نے جہاں تک دیکھا ہے کہ یہاں کے ہسپتالوں کی بری حالت ہے، ایبٹ آباد واحد ہسپتال ہے جو کہ ہزارہ میں ہے، اس میں دوائیاں تک نہیں ملتیں، میں خود بھی گیا ہوں اور اس کی صفائی تک کا بھی انتظام نہیں ہے، پتہ نہیں صحت پر کتنا یہ خرچ کر رہے ہیں؟ لیکن جو باقی دور دراز علاقوں میں لوگوں کے لئے نہ ڈاکٹرز کا انتظام ہے اور نہ دوائیوں کا انتظام ہے، تعلیم کے حوالے سے تو میں نے جو بات کی ہے، مجھے بڑی خوشی ہوئی ہے، ایک بات جو حقیقت ہے بالکل اس کو Appreciate کرنا چاہیئے کہ اس حکومت کے میرے خیال میں ایجوکیشن کے منسٹر یا ایڈوائزر ہیں، ان کو میں سن رہا تھا کہ انہوں نے کہا کہ ہم معیار تعلیم کو بہتر کر رہے ہیں اور اس کے لئے ان کی ایک تجویز ہے کہ جتنے بھی سرکاری سکولوں میں جو ٹیچرز ہیں، ان کے بچے بھی سرکاری سکولوں میں پڑھیں گے، یہ لازمی قرار دیا جائے گا، بالکل اچھی بات ہے لیکن نہ صرف ٹیچرز بلکہ سارے جتنے بھی سرکاری ملازمین ہیں اور جتنے بھی اگر گورنمنٹ کے خزانے سے تنخواہ لیتے ہیں، ان سب کے لئے سرکاری سکولوں میں لازمی قرار دیا جائے کہ وہ اپنے بچے وہاں داخل کریں، یہ امتیازی سلوک تو نہیں ہونا چاہیئے، میرٹ پر اگر کوئی ہائر ایجوکیشن کے لئے کوالیفائی کرتا ہے تو پھر اس کو یہ موقع ملنا چاہیئے لیکن Basically پرائمری سے لیکر انٹرمیڈیٹ تک پورے صوبے کے لئے یکساں نظام تعلیم ہونا چاہیئے اور اس کے لئے اگر آپ یہ قدم اٹھائیں گے، بالکل ان شاء اللہ ہم اس کی حمایت کریں گے، اس وجہ سے کہ میرٹ پر آپ لا رہے ہیں تو میرٹ کے لئے جو اس کی کوالیفیکیشن ہے، سب کے لئے وسائل برابر ہونے چاہئیں۔ جناب سپیکر! ایک اور بات جو کہ ابھی بہت سارے علاقوں میں بہت سارے لوگ جو غریب لوگ

ہیں، وہ مشکلات کا شکار ہیں، وہ اس وجہ سے ہیں کہ بعض اضلاع میں Land settlement وغیرہ نہیں ہوئی، جس کی وجہ سے زمینوں کے بہت زیادہ کیسز ہیں، مجھے معلوم نہیں میں نے تو خیر یہ چیز نہیں دیکھی کہ Revenue کے لئے کتنی بجٹ میں Provision رکھی؟-----

جناب سپیکر: سردار صاحب! آج Friday بھی ہے، نماز کا بھی ٹائم ہے تو کوشش کریں-----

سردار محمد یوسف زمان: جی الحمد للہ، آج بڑا مبارک دن ہے اور Friday جی-----

جناب سپیکر: کوشش کریں کمپلیٹ ہو کہ اس کے بعد انہوں نے بھی بات کرنی ہے۔

سردار محمد یوسف زمان: جی، میں بس صرف، بس مختصر کرتا ہوں جناب، تو میرا مقصد کہنے کا یہ تھا کہ ہم عرصے سے جو یہ سوچ رہیں، بلکہ عرصے سے اس بات کا انتظار بھی کر رہے ہیں اور بہت سارے لوگ جو کہ Afford بھی نہیں کر سکتے، مقدمات سے نبٹ رہے ہیں، عدالتوں کے چکر میں ان کی ساری زندگی گزر گئی ہے تو یہ Settlement جو ہے، اس حکومت کو چاہیئے کہ یہ کام مکمل کرے، جس طرح مانسہرہ میں یہ ہے، بٹگرام میں ہے، تور غر کا ضلع ہے، کوہستان ہے، اور ایسے علاقوں میں لوگ جو ہیں اس وقت بڑی مشکلات سے دو چار ہیں تو ان کو بھی ترجیح دینی چاہیئے، اس حوالے سے اس کا انتظام کرنا چاہیئے اور Provision بھی رکھنی چاہیئے، میں تفصیل میں اس لئے بھی نہیں جانا چاہتا کہ میں نے پہلے ہی گزارش کی ہے کہ Repetition نہ آئے، اپوزیشن کی طرف سے بالکل حقائق کے ساتھ Facts and figures اجاگر کئے اور میرے خیال میں گورنمنٹ، ٹریژری بنچز اور خاص طور پر وزیر خزانہ، وہ نوٹ بھی کر رہے ہیں اور اگر اس میں جو چیزیں ہیں، میرے خیال میں اچھی تجاویز ہیں، وہ ضرور شامل کرنی چاہیئں، اور خدا نخواستہ اگر کوئی کسی جگہ سمجھتا ہے کہ کوئی اس میں مزید اگر ترمیم لانے کی ضرورت ہے تو ضرور کرنی بھی چاہیئے، اسی مقصد کے لئے یہ اجلاس بھی ہوتا ہے، تو جناب سپیکر! میں یہی گزارش کرتا ہوں اور امید بھی رکھتا ہوں کہ تھوڑی سی روایات کو چینج کرنا چاہیئے اور اچھی روایات قائم کرنی چاہیئں، ہمارے صوبے میں بہت اچھی روایات تھیں، میں بھی تقریباً اٹھائیس سال کے بعد آیا ہوں، مرکز میں رہا ہوں، لیکن صوبے کے ساتھ بھی تعلق رہا ہے، اسمبلیوں کا بھی تعلق رہا ہے لیکن وہ جو چیزیں ہیں، جو پہلے سے چلی آرہی ہیں، ہمارے صوبے کی پولیس کی جو بڑی بات کی جا رہی تھی، الحمد للہ، پولیس، یہ نہیں کہ پچھلے پانچ سال میں اس کی اصلاحات ہوئیں بلکہ یہ پچھلے ادوار سے ہیں، ہماری علاقائی روایات ہیں، ایک قبائلی سسٹم ہے، باقی ہماری جو اچھی روایات ہیں ان کی وجہ سے وہ سسٹم پہلے سے بہتر چلا آرہا ہے اور مزید بہتر کرنے

کی ضرورت بھی ہے، وسائل پیدا کرنے کی ضرورت ہے اور اس کے لئے بجٹ میں خاص طور پر میں نے دیکھا ہے کہ پولیس، ہمارے علاقوں میں خاص طور پر مانسہرہ دور دراز کاغان، ناران میں گیا ہوں، پولیس کے پاس گاڑیاں ہی نہیں ہیں، افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ٹورازم کو ڈیولپ کرنے کے لئے تو حکومت بڑا شور کر رہی ہے لیکن جو ٹورسٹ آتا ہے اس کو وہاں تحفظ بھی چاہیئے اور پولیس وغیرہ کے لئے گاڑیاں اور پھر ٹورازم ڈیویلپ کرنے کے لئے انفراسٹرکچر ڈیویلپ کرنے کی ضرورت ہے، اور جس طرح کہ ابھی بتایا گیا ہے کہ صرف پندرہ ملین اس کے لئے رقم رکھی ہے، تو پندرہ ملین سے کیا بنے گا؟ یہ پندرہ ملین تو کسی ایک ضلعے کے لئے بھی کافی نہیں ہیں، بلکہ ٹورازم میں ڈسٹرکٹ کو ڈیویلپ کرنے کے لئے بجٹ میں زیادہ رقم رکھنی چاہیئے، ہزارہ ڈویژن ہے، مالاکنڈ ڈویژن ہے، ایسے اور بھی علاقے ہیں، سدرن ڈسٹرکٹس ہیں جہاں ٹورزم کو ڈیولپ کرکے صوبے کے وسائل میں بھی اضافہ کیا جاسکتا ہے، ملک کو بھی ترقی دی جاسکتی ہے اور روزگار بھی پیدا کئے جاسکتے ہیں۔ جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ چونکہ آج جمعہ کا دن ہے اور ابھی نماز جمعہ بھی ادا کرنی ہے، ان شاء اللہ کسی موقع پر تفصیل سے بات کریں گے اور جو بات ہماری طرف سے یہ گئی ہے حکومت کو کہ جو بھی اچھے کام کریں گے، ان شاء اللہ ہماری حمایت ہو گی لیکن جہاں ملک و قوم، علاقے کے عوام کے خلاف بات ہو گی تو اس کے خلاف ان شاء اللہ بھرپور ہم احتجاج بھی کریں گے اور مطالبہ بھی کریں گے۔ بہت شکریہ۔

<u>جناب سپیکر:</u> لاء منسٹر۔

بجٹ اجلاس کی کارروائی بروز ہفتہ واتوار جاری رکھنے کے لئے تحریک کا پیش کیا جانا

<u>جناب سلطان محمد خان (وزیر قانون):</u> تھینک یو، مسٹر سپیکر۔ مسٹر سپیکر! جیسا کہ پارلیمنٹری لیڈرز کی ایک میٹنگ ہوئی تھی، اس بجٹ سیشن کے پہلے ہی دن اس میں یہ Decide ہوا تھا کہ تمام پارلیمانی لیڈرز نے Decide کیا تھا کہ اس دفعہ ہفتہ اور اتوار جو ہوں گے ان میں بھی بجٹ سیشن کو ہم جاری رکھیں گے، تو جناب سپیکر! چونکہ رولز کے مطابق میں نے موشن پیش کرنی ہے تو آپ کی اجازت چاہتا ہو کہ میں موشن پیش کروں۔

Mr. Speaker, motion for suspension of proviso attached to rule 20 (1) of the Provincial Assembly of Khyber Pakhtunkhwa, Procedure and Conduct of Business Rules, 1988. Mr. Speaker, I rise to move that proviso attached to sub rule (1) of rule 20 of the Provincial Assembly of Khyber Pakhtunkhwa, Procedure and

Conduct of Business Rules, 1988, may be suspended under 240 of the said rules and the Assembly may be allowed to hold sitting on Saturday and Sunday, dated 20th and 21st October, 2018, respectively for transaction of Budget Business, thank you.

جناب سردار حسین: جناب سپیکر! میں ایک بات کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی بابک صاحب! بابک صاحب کا مائیک کھولیں۔

جناب سردار حسین: شکریہ، جناب سپیکر! بالکل جس طرح وزیر قانون صاحب نے کہا ہے کہ تمام پارلیمانی، ہم سب نے ملکر یہ Decide کیا تھا کہ Saturday اور Sunday کو بھی بجٹ سیشن جو ہے وہ ہونا چاہیئے، لیکن میرے خیال میں تمام ممبران کی یہ خواہش ہے اور ظاہر ہے ان کی اپنی مصروفیات بھی ہیں تو میرے خیال میں میں ریکویسٹ کرتا ہوں کہ اگر ممکن ہو تو یہ دو دن ویسے بھی یہاں پہ پشاور میں الیکشنز بھی ہیں، بعض ممبران یہاں پہ بھی Busy ہوں گے تو اگر آپ مناسب سمجھتے ہیں تو میرے خیال میں پھر Saturday, Sunday کو Off کرتے ہیں، اور آگے پھر جا کے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: بابک صاحب! اس میں صرف مسئلہ یہ تھا کہ تبلیغی جماعت کا اجتماع ہے اور فرسٹ نومبر سے سٹارٹ ہو رہا ہے تو اگر اس ترتیب سے ہم چلیں تو یہ دو، تین نومبر کو جا کر ختم ہو گا تو اس لئے ہم نے یہ کوشش کی کہ دو دن ہم اس کو Early کر لیں تاکہ لوگ اجتماع میں جا سکیں، ان کو مشکل نہ ہو۔

جناب سردار حسین: جناب سپیکر! وہ میں پھر۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی لطف الرحمان صاحب! مائیک کھولیں، مائیک کھولیں جی لطف الرحمان صاحب کا۔

جناب لطف الرحمان: شکریہ، جناب سپیکر! میں نے کہا کہ میں بابک صاحب کی تائید کرتا ہوں کہ ہمارے ممبران بھی چاہتے ہیں کہ یہ ہفتہ اور اتوار ہمیں چھٹی مل جائے اور پھر Monday سے دوبارہ کارروائی شروع ہو تو اگر ممبران اس حوالے سے ہمارا ساتھ دیتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے، تھوڑا سا لیٹ ہو جائے گا، کیا اس سے فرق پڑیگا کیونکہ یہ اجلاس جو ہے ویسے بھی کافی ٹائم کے بعد آپ نے بلایا ہے۔

جناب سپیکر: اچھا ایسا کر لیتے ہیں، اگر آپ سب Agree کریں کہ اگر Saturday, Sunday کو آپ چھٹی کرنا چاہتے ہیں تو آج ہم بجٹ ڈیبیٹ کو After prayer دوبارہ Continue کر لیتے ہیں تاکہ آج اس کو ختم کر دیں، Monday کو ہم اس کو Conclude کر دیں گے، Monday کو، پھر آج ہی تاکہ

Monday کو Demands for grants ہم شروع کردیں، فنانس منسٹر، نہ شہرام خان ترکئی صاحب۔

جناب شہرام خان (وزیر بلدیات، انتخاب ودیہی ترقی): ہمیں کوئی ایشو نہیں ہے، ہماری صرف اتنی سی بات ہے کہ چونکہ آپ نے آج ایک بجے کا کہا تھا، نماز کے بعد ہم نے میٹنگ رکھی ہے، اگر آپ اس کو دیکھ لیں، چھٹی کا کوئی ایشو نہیں ہے، میری ایک تجویز ہو گی، اگر سارے پارلیمنٹری لیڈر اور ہاؤس 'ایگری' کرتا ہے کہ اگر کل ہم 'ورکنگ ڈے' رکھ لیں اور Sunday کو Off کردیں تو کوئی اور اگر دیکھ لیں، کوئی Possibility ہو تو ہم نے پلان ایسا کیا ہے، اور Sunday کو خیر ہے Off کرلیں، ہمیں کل کا بھی کوئی ایشو نہیں ہے لیکن وہ جو تجویز دے رہے ہیں، اگر Saturday کو رکھ کر Sunday کو Off کر دیں تو مناسب ہو جائے گا، بابک صاحب!

جناب سپیکر: دیکھیں، ہم نے میٹنگ میں یہ Decide کیا تھا، All the Parliamentary Leaders were present there، ٹھیک ہے Saturday کے لئے کرلیں اور Sunday off کر لیتے ہیں، ٹھیک ہے جی؟

وزیر قانون: اس میں چونکہ یہ موشن جو میں نے پیش کی تھی، اس میں Saturday, Sunday دونوں آ گئے، But, it is the prerogative of the Speaker کہ پھر آپ ایڈجرن کر سکتے ہیں اور Sunday کو Off رکھ لیں جی، تو یہ ہاؤس کے سامنے رکھ دیں تاکہ یہ موشن پاس ہو جائے۔

بجٹ اجلاس کی کارروائی بروز ہفتہ واتوار جاری رکھنے کے لئے تحریک کا منظور کیا جانا.

Mr. Speaker: Okay, right. The question before the House is that the motion for suspension of proviso attached to sub rule (1) of the rule 20 of the Provincial Assembly of Khyber Pakhtunkhwa, Procedure and Conduct of Business Rules, 1988, moved by the honorable Minister for Law, may be adopted and the House may be allowed to hold sitting on 'Saturday and Sunday' of the dated 20th and 21st October, 2018 respectively for transaction of Budget Business. Those-----

(Intrruption)

جناب سپیکر: That's why، ہم کل کے بعد اس کو ایڈجرن کرلیں گے چونکہ وہ پیش کر چکے ہیں تو، Those are in favour of it may say 'Yes' and those who are against it may say 'No'.

(The motion was carried)

(Applause)

Mr. Speaker: So, adopted this motion, Lutaf-ur-Rehman.

سالانہ بجٹ برائے مالی سال 2018-19 پر عمومی بحث

جناب لطف الرحمان: بہت بہت شکریہ جناب سپیکر کہ یہ جو آپ نے موقع دیا ہے. بجٹ کے حوالے سے، اس وقت نیا سیشن جو ہمارا شروع ہو رہا ہے اور اس کا پہلا بجٹ آپ پیش کر رہے ہیں، اور پچھلے پانچ سال ہم نے آپ کے ساتھ گزارے اور تقریباً ہر بجٹ کے حوالے سے ہم نے تفصیلاً اس ہاؤس کو اس پہ تفصیلاً بات کی ہے۔ جناب سپیکر! اگر آپ میری پچھلے بجٹ کی تقریر کے حوالے سے آپ ریکارڈ اٹھائیں تو میں نے اس وقت کہا تھا کہ یہ بجٹ سرپلس بجٹ نہیں ہے بلکہ یہ خسارے کا بجٹ ہے اور میں نے اس وقت فگرز بتائیں تھیں کہ ہمارا یہ بجٹ ساٹھ ارب روپے کے خسارے کا بجٹ ہے، جو اس وقت کے بجٹ میں باقاعدہ اس کو Mention کیا ہے کہ یہ تقریباً 57 ارب روپے کے خسارے کا بجٹ ہے۔ اس پہ میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اس وقت بھی ہم نے یہ بات کی تھی کہ بجائے اس کے کہ اگر ہم عوام کو اور اپنے اسمبلی کے ممبران کے ساتھ غلط بیانی سے ہم کام لیں اور فگرز کے ساتھ ہم ہیر پھیر کریں، اس سے ہمارے صوبے کو کوئی فائدہ نہیں ہے، اگر ہم اپنے فگرز کے Facts ہم عوام کے سامنے رکھیں اور پارلیمنٹ کے سامنے رکھیں تو شاید ہمیں اس کا آزالہ کرنے کے لئے تجاویز مل سکتی ہیں یا ہم اس کا کوئی مشترکہ لائحہ عمل بنا سکتے ہیں اور ہم اس پر قابو پا سکتے ہیں، لیکن جناب سپیکر! ایسا نہیں ہوا اور وہی ہوا جو ہم نے خدشہ ظاہر کیا تھا پچھلے بجٹ میں، اور آج ہم اسی جگہ پہ اسی خسارے کے ساتھ اس بجٹ میں موجود ہیں کہ ہم نے ساٹھ، ستاون ارب روپے کے خسارے کا بجٹ پیش کیا ہے۔ جناب سپیکر! آج بھی جو بجٹ پیش ہوا اس کا ذکر ہمارے دوسرے دوستوں نے بھی کیا، اپوزیشن لیڈر نے بھی کیا اور تقریباً کوئی ساٹھ ارب روپے کے خسارے کا بجٹ آپ نے پیش کیا اور جناب سپیکر! مجھے اپنی، جو ہماری Receipts ہیں جناب سپیکر! وہ تقریباً 532 ارب روپے ہیں اور جس میں سیلری اور نان سیلری جو ہمارا بجٹ ہے وہ 438 ارب روپے ہے، اب ذرا آپ اس کو اگر اس سے 438 ارب روپے کو منہا کر لیں، اگر 532 ارب سے آپ منہا کریں تو پھر کیا رہ جاتا ہے؟ آپ ذرا اس پہ غور کریں، یہ جو کل یہاں پہ 71 بلین کا جو ذکر ہوا ہے، 71 بلین جو فارن لون کے حوالے سے آپ اس کی بات کرتے ہیں تو وہ لون آپ کو ملنا تو ہے نہیں اور آپ، کل شوکت یوسفزئی صاحب نے یہاں پہ بات کی تو میں اس پہ میں ان کو، اس وقت بیٹھے نہیں ہیں ان کو مبارکباد بھی دیتا، کہ وہ ممبر بنے ہیں ہمارے اسمبلی کے، لیکن وہ کہتے

ہیں کہ جی ہم اپنے حق سے کیسے اپنے آپ کو محروم رکھ سکتے ہیں کہ یہ ہمارا حق بنتا ہے، لیکن یہ ہے کہ ہم نے اس کا اظہار کرنا ہے، ملیں نہ ملیں یہ بعد کی بات ہے، یہ تو حق کی بات نہیں ہے، یہ تو قرضہ کی بات ہے جناب سپیکر! اور قرضہ کبھی بھی آپ کی آمدن میں نہیں Show ہوتا، قرضہ تو قرضہ ہوتا ہے جس پہ آپ کو سود دینا ہوتا ہے اور آپ کو بتانا ہوتا ہے کہ یہ 31 میرا قرضہ ہے اور یہ آپ کے وائٹ پیپر میں لکھا ہوا ہے، آپ کے وائٹ پیپر میں اور پچھلا جو آپ نے Show کیا، اس میں آپ کو کتنے محصولات اس میں ہوئے، اور اس وقت جب آپ 71 ارب روپے کا وہ فارن لون پیش کر رہے ہیں تو اس میں آپ کو کتنی انکم ہو گی؟ ذرا ان حقائق کو اگر آپ سامنے رکھیں تو پھر شاید ہم بجٹ کے حوالے سے اپنے صوبے کی بہتری کے حوالے سے بہتر انداز میں سوچ سکتے ہیں، اگر ہم اس حوالے سے غلط بیانی سے کام لیں گے تو پھر اس سے کام نہیں بنے گا۔

جناب سپیکر! میں پی ٹی آئی کی حکومت کی ان ترجیحات کی طرف آتا ہوں کہ ان کی ترجیحات کیا ہیں؟ ترجیحات تھیں ہماری تعلیم، ترجیحات تھیں ہماری صحت، ترجیحات تھیں ہماری Drinking Water Supply Schemes۔ جناب سپیکر! میں دوبارہ گزارش کرتا ہوں کہ یہ تو خدا خدا کر کے بجٹ کی بک میں سے، بجٹ کی تقریر میں سے تعلیمی ایمرجنسی کا لفظ ہٹا دیا گیا، جناب سپیکر! میں ان سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ وہ جو تعلیمی ایمرجنسی تسلسل کے ساتھ آپ کے بجٹ کی تقاریر میں آرہی تھی، اس ایمرجنسی کے کیا فوائد حاصل ہوئے ہیں؟ ان فوائد کے حوالے سے ایوان کو بتایا جائے کہ ہم نے تعلیم کے حوالے سے ایمرجنسی کے نفاذ سے یہ نتائج اخذ کئے ہیں جو پورے صوبے کے بچوں کو تعلیم کے حوالے سے ہم نے دیئے ہیں۔ یہ سوال ہے میرا اور اس کا جواب مجھے چاہیئے، یہ نہیں ہونا چاہیئے کہ ہم آپ کے سامنے تقاریر کریں، آپ کے سامنے سوال رکھیں اور ان سوالوں کا کوئی جواب ہمیں نہ ملے اور یہ جو ہماری پچھلے چند سالوں کی تاریخ رہی ہے کہ ہم فلور آف دی ہاؤس سوال کرتے ہیں لیکن اس سوال کا جواب نہیں ملتا۔ جناب سپیکر! میں نے پچھلے کئی بجٹس کی تقاریر کے حوالے سے یہ سوال کیا ہے کہ یکساں نظام تعلیم جو آپ نے وعدہ کیا تھا قوم کے ساتھ، یکساں نظام تعلیم کے حوالے سے آپ نے کیا کیا؟ جناب سپیکر! یکساں نظام تعلیم، طبقاتی لحاظ سے آپ نے تعلیم میں کیا کیا یکساں نظام تعلیم کا مقصد کیا ہے؟ آج تک پی ٹی آئی کی حکومت نے پارلیمنٹ کے ممبران کو بھی یہ نہیں بتایا کہ یکساں نظام تعلیم سے ہمارا مقصد کیا تھا، کیا اس طبقاتی نظام کو ختم کرنا تھا، کیا نصاب تعلیم کو یکساں بنانا تھا، انگلش میڈیم اور اردو میڈیم کو ایک درجے میں لانا تھا،

غریب اور امیر کا جو سکولوں کا فرق ہے، تعلیم کا جو فرق ہے، اس کو مٹانا تھا؟ جناب سپیکر! آج تک اس کا جواب نہیں مل سکا، ہمارے ممبران اور ہماری پوری قوم اس حوالے سے منتظر ہے کہ ہمیں یہ بتایا جائے کہ یکساں نظام تعلیم کا مقصد کیا تھا، کیا اس میں بہتری آئی ہے، کیا ہم قوم کو یکساں تعلیم کی طرف لے گئے ہیں؟ جناب سپیکر! آج تک انہوں نے ہمیں یہ نہیں بتایا اور آج بجٹ کے حوالے سے اگر دیکھا جائے تو میرے خیال میں تقریباً تعلیم کے حوالے سے بجٹ میں، زراعت کے حوالے 34 پرسنٹ اور تعلیم کے حوالے سے تقریباً 31 پرسنٹ اور Drinking Water Supply Schemes کے حوالے سے تقریباً 34 پرسنٹ اس بجٹ میں کمی کی گئی ہے، جناب سپیکر! اب آپ مجھے یہ بتائیں کہ جو ہماری ترجیحات تھیں، تعلیم اور ہماری زراعت کا جو شعبہ ہے، ہماری Drinking Water Supply Schemes کے یا صحت کے حوالے سے تھیں تو آپ مجھے بتائیں کہ اس حوالے سے ہماری ترجیحات کیا تھیں؟ اس حکومت کا ایجنڈا تھا کہ ہم نے تعلیم کے شعبے میں ترقی کرنی ہے، ہم نے بچوں کو، جو تعلیم سے محروم ہیں ان کو تعلیم دلوانی ہے، ہم نے صحت کے حوالے سے جو ادارے آج تک بنے ہیں، میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ آج تک صحت کے حوالے سے کوئی ادارہ پورے صوبے میں بن سکا ہے؟ تو جناب سپیکر! اس حوالے سے کیا ترقی ہوئی ہے، صحت کے حوالے سے، تعلیم کے حوالے سے اور زراعت جسے ہم اپنے ملک کی ریڑھ کی ہڈی سمجھتے ہیں، جس کو بنیادی ترجیح دینی چاہیئے تھی، وہ لفٹ کینال کا منصوبہ تھا، اگر ہم لفٹ کینال منصوبے کو شروع کر سکتے تو ہم اپنے صوبے میں ایک زرعی انقلاب لا سکتے تھے، تمام صوبے کو اناج کے حوالے سے ہم خود کفیل بنا سکتے تھے لیکن بی آر ٹی کی بات تو کرتے ہیں، ہم ایکسپریس وے کی بات تو کرتے ہیں، اس کو بنانے، اس کو شروع کرنے اور اس کے لئے قرضہ لینے، اس کے حوالے سے بابک صاحب نے بھی ذکر کیا کہ بجٹ کے حوالے سے اس میں وہ ذکر ہی نہیں ہے، ہم وہ ساری چیزیں کر رہے ہیں اور بی آر ٹی کے حوالے سے میں یہ سوال کرنا چاہتا ہوں اور میرا سوال Different انداز سے ہے کہ ایک تو ہماری لفٹ کینال کی منظوری ہونی چاہیئے تھی، ہم سی پیک سے اس کا فائدہ اٹھاتے، ہم اس وقت سی پیک کی مخالفت میں کھڑے تھے اور ہم کنٹینر پر کھڑے تھے، ہم نے سی پیک سے فائدہ نہیں اٹھایا، حالانکہ دوسرے صوبوں نے سی پیک کے اس منصوبے سے فائدہ اٹھایا، اگر ہم اس کا فائدہ اٹھاتے تو شاید آج ہم آدھی لفٹ کینال بنا چکے ہوتے، لیکن ہم نے نہیں بنائی، جو ہمارے پورے صوبے کی بہت بڑی ضرورت تھی جس کا کل کی تقریر میں درانی صاحب نے ذکر کیا کہ ہمیں بلیک میل کرتے ہیں، جب دوسرے صوبے سے اناج میں ہمارے لئے

پرابلم بنتاہے تو دوسرے صوبے ہمیں بلیک میل کرتے ہیں لیکن ہم نے اس پر توجہ نہیں دی۔ جناب سپیکر! ہم اگر اس لفٹ کینال کو آگے لا سکتے اور اسے تعمیری طور پہ ہم آگے لے جاتے تو آج ہم اس نہج پہ ہوتے کہ شاید آدھی لفٹ کینال کا پانی جو ہے وہ زمین کو سیراب کر رہا ہوتا اور ہم اس صوبے میں ایک بہت بڑا انقلاب جو ہے ہم لا سکتے تھے، ایک زرعی انقلاب کے نام سے میں کہنا چاہتا ہوں کہ اس میں انقلاب آ سکتا تھا لیکن نہیں ہوا۔ جناب سپیکر! یہ ساری چیزیں، جب تعلیم کا شعبہ، اور ابھی بابک صاحب نے ذکر کیا، میں ذرا اس میں تصحیح کرنا چاہتا ہوں کہ دس کالجز کا انہوں نے ذکر کیا کہ اس سال کے بجٹ میں دس کالجز ہیں، یہ دس کالجز اس سال کے اس میں نہیں ہیں بلکہ یہ پچھلے سال کے اس میں بھی دس کالج تھے اور ایک کالج بھی نہیں بن سکا، یہ پچھلے سال کے بجٹ میں دس کالج تھے، اور مجھے اس وجہ سے یاد ہے کہ ایک کالج میرے حلقے میں بھی منظور تھا لیکن وہ کالج نہ پچھلے سال میں بن سکا اور یہ مسلسل اس میں آ رہا ہے، اس کی ایک اینٹ بھی نہیں رکھی جا سکی اور جناب سپیکر! میں بات کرنا چاہتا ہوں کہ پچھلی ہماری جتنی بھی بجٹ تقاریر تھیں، ہماری پچھلی حکومت جو تھی، اس کی انرجی کے حوالے سے، اس کی جنریشن کے حوالے سے جو ترجیحات تھیں وہ کہاں گئیں؟ اور ساڑھے تین سو ڈیموں کے بنانے کی بات ہوئی تھی، وہ ساڑھے تین سو ڈیم کہاں گئے؟ اور میں ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ اگر ساڑھے تین سو ڈیم اور جس انرجی کرائسز میں ملک پھنسا ہوا ہے، ہم اس کو انرجی کرائسز سے کیسے نکالیں گے؟ یہ دعوے تو درکنار ہم ایک ڈیم میں ایک اینٹ بھی نہیں رکھ سکے، ایک ڈیم بھی پچھلے پانچ سالوں میں ہم نہیں بنا سکے، آپ مجھے یہ بتائیں کہ اگر وہ ساڑھے تین سو ڈیموں سے فارغ ہو چکے ہیں تو ہمارے جنوبی اضلاع میں بہت سارے ڈیم اس بات کے منتظر ہیں کہ اگر وہ ڈیم بنائے جائیں تو وہاں کی زمینیں بھی سیراب ہو سکتی ہیں، وہاں بجلی کی پیداوار بھی ہو سکتی ہے اور Flood damages سے بھی بچ سکتے ہیں، جناب سپیکر! اگر توجہ اس طرف بھی، اس حوالے سے ہو جائے جیسا کہ ساڑھے تین سو ڈیم اگر وہ بنائے ہیں تو پھر ہمارے ڈیم بھی بننے چاہئیں اور ہمیں اس کی ضرورت ہے، جناب سپیکر! میں صوبے کے حوالے سے یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت عمران خان نے پورے پاکستان کے ساتھ وعدہ کیا ہوا ہے ایک کروڑ نوکریاں دینے کا، بیروزگاری ختم کرنے کا، تو ایک کروڑ نوکریوں کے حوالے سے، ملازمتیں دینے کے حوالے سے، میں سوال کرنا چاہتا ہوں کہ کیا بجٹ میں اس کا کوئی ذکر ہے کیا عمران خان کا ایک کروڑ نوکری دینے کا جو قوم سے وعدہ ہے، اس حوالے سے بجٹ میں آپ مجھے بتائیں کہاں نوکریوں کے حوالے سے، ہمارے نوجوانوں کو نوکری دینے کے حوالے سے کوئی ذکر

ہے ؟اور میں یہ تجویز دینا چاہتا ہوں کہ چھ ارب روپے لگیں گے اگر آپ پچیس ہزار کو ہی دیں گے تو، ہمارا جوینگ طبقہ ہے، ہماری جو یوتھ ہے، ہمارے نوجوان ہیں، جو کالجز سے نکل رہے ہیں تو اگر آپ پچیس ہزار لوگوں کو بھی ملازمت دیں، کنٹریکٹ پہ، Fixed Pay پہ بیس ہزار روپے پہ رکھیں گے تو چھ ارب روپے اس پہ بھی لگیں گے، اب میرا ایک تو یہ سوال ہے، اس پہ جواب دیا جائے، یہ نعرہ ہے پی ٹی آئی کا، ان کی حکومت کا، اس کے لیڈر کا، آپ ہمیں بتائیں کہ اس حوالے سے آپ نے کیا کیا، وزیر خزانہ صاحب بتائیں گے یا جو بھی بتائے کہ ہم نے اس حوالے سے کیا کیا؟ جناب سپیکر! ہماری حکومت نے ایجوکیشن کے حوالے سے، جو کہ اس وقت سب سے زیادہ ضرورت ہمارے ان اضلاع کو بھی ہے، مردان چارسدہ اور یہ ایریا بھی ہے، لیکن ڈیرہ اسماعیل خان کے لئے بھی لفٹ کینال چونکہ اس میں ہے اور وہاں سے ہمیں پورا اناج، پورے صوبے کو ایک حصہ ملنا ہے، ایریگیشن کے حوالے سے ہمارے جو میدانی علاقے ہیں، جن کو سیراب کرنے کے لئے ایریگیشن کے حوالے سے ہم سمجھتے ہیں کہ جو مشینری کے حوالے سے بات ہو رہی ہے اس حوالے سے میں کہتا ہوں کہ۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> لطف الرحمان صاحب! مہربانی کر کے Conclude کرنے کی کوشش کریں۔

<u>جناب لطف الرحمان:</u> جناب سپیکر! تھوڑا سا کچھ ٹائم مجھے دے دیں، ابھی میری دو تین باتیں باقی ہیں، تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس حوالے سے حکومت کو سوچنا چاہیئے کہ جو ہمارے سولر ٹیوب ویل کے حوالے سے، اگر ان علاقوں کو آباد کیا جائے تو یہ زیادہ بہتر ہوگا، آپ ان کو مشینری حوالے کر دیں اور لوگوں کو زمین سیراب کرنے کے لئے، آپ نے اس حوالے سے، لیکن آپ نے یہاں پہ بجٹ میں اس کی کٹوتی کی ہوئی ہے تو جو بجٹ پچھلے سال سے کٹ کر کے آپ اس طرف لے آئے ہیں، اور میں پھر اس بجٹ کی طرف جانا چاہتا ہوں کہ اگر آپ کا دعویٰ 618 بلین کا ہے تو کیا آپ 618 بلین اپنے وائٹ پیپر سے ثابت کر سکیں گے ؟آپ دس ارب جو ہیں اس حوالے سے، وہ آپ Show ہی نہیں کر سکتے کہ وہ 618 بلین کیسے بنیں گے ؟اگر آپ 71 ارب کو بھی 532 کے ساتھ شامل کر لیں اور ان کے ساتھ جو آپ کے پانچ ارب روپے قرضے کی بات کی ہے، اگر ان کو بھی ساتھ شامل کر لیں، تب بھی وہ 608 ارب روپے بنتے ہیں، دس ارب روپے آپ کہاں سے لائیں گے ؟ان کو بھی ذرا، میرا کونسچن ہے کہ دس ارب روپے کو بھی ثابت کریں کہ وہ کہاں سے آرہے ہیں ؟اور جو افراط زر کے حوالے سے سٹیٹ بینک نے ابھی سٹیٹمنٹ دی ہے اور وہ تقریباً کوئی 7.5 کے حوالے سے جو افراط زر میں اضافہ ہوا ہے، اس حوالے سے آپ بجٹ کو دیکھ لیں کہ

آپ نے اس میں کیا اضافہ کیا ہے؟ اگر ڈالر کے حساب سے بھی آپ سوچ لیں تو پھر اس حوالے سے بھی آپ دیکھیں کہ آپ کے پاس جو Researves ہیں، انکی Value کتنی رہ گئی ہے؟ جناب سپیکر! میں آخری دو باتیں کرنا چاہتا ہوں، جمعہ کا دن بھی ہے اور ٹائم بہت کم رہ گیا ہے، میں پوری کوشش کر رہا ہوں کہ میں اس کو Conclude کروں۔ جناب سپیکر! پچھلے ہمارے وزیر خزانہ صاحب تھے سراج الحق صاحب، اور سراج الحق صاحب نے یہاں پہ کھڑے ہو کر کہا تھا کہ ہم آپ کو بلدیاتی سسٹم دینا چاہتے ہیں، آپ کو ایک نیا سسٹم متعارف کر رہے ہیں اور انہوں نے اسے تعبیر کیا تھا مدینے کی ریاست کے ساتھ، اور پھر مدینے کی ریاست کے ساتھ تعبیر کر کے، مدینے کی ریاست کے ساتھ تعبیر کیا اور وہ مایوس ہو کر آخر میں، آپ کی پی ٹی آئی سے الگ ہوئے کہ مدینے کی ریاست کے حوالے سے جو بات پی ٹی آئی کی حکومت نے کی ہے، میں اس سے مایوس ہو چکا ہوں اور وہ اس سے الگ ہو کر اپنے ایک پروگرام پہ چل پڑے اور پھر اس کے بعد وہ ایم ایم اے میں شامل ہو گئے۔ جناب سپیکر! مجھے اب جب بجٹ کی تقریر میں وزیر خزانہ نے مدینے کی ریاست کی بات کی تو مجھے اب تو شک ہونے لگا ہے کہ مدینے کی ریاست کے ساتھ گپ لگائی جا رہی ہے، اس میں تو کوئی شک نہیں۔ سردار یوسف صاحب نے کہا کہ اس سودی نظام میں آپ مدینے کی ریاست کی بات کیسے کر سکتے ہیں؟ وہ سوشل سیکورٹی کا سسٹم جو مدینے کی ریاست مہیا کرتی تھی، اس حوالے سے آپ کا جو وژن ہے، اس میں اس کے کسی خانے میں بھی موجود نہیں ہے لیکن مجھے خدشہ ہے، مجھے ڈر ہونے لگا ہے کہ کہیں تل ابیب کا پروگرام تو نہیں لانے کی کوشش کی جا رہی۔ مدینے کی ریاست کو تو چھوڑیں، ہمیں یہ ڈر پڑ گیا کہ تل ابیب کی ریاست شاید اس کی جو فلاح و بہبود ہو گی، وہ ہمارے پاکستان میں لانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ جناب سپیکر! آخر میں میں فاٹا کے حوالے سے جناب! فاٹا کے حوالے سے ہمارا ایک مؤقف تھا، ہم فاٹا کے Merger کے خلاف نہیں تھے، ہم نے فاٹا کے Merger کی مخالفت نہیں کی تھی لیکن ہم نے یہ کہا تھا کہ ان کے عوام کو حق رائے دہی کا حق دیا جائے تاکہ وہاں کے عوام اپنا حق رائے دہی استعمال کر سکیں کہ ہم نے Merger یا ہم نے اپنی حیثیت میں صوبہ حاصل کرنا ہے، آپ ان کو آپشن دیں، وہ جو فیصلہ کریں، وہ اپنی زمین، اپنے وطن کا وہ حق رکھتے ہیں کہ وہ اپنے وطن کے حوالے سے، مستقبل کے حوالے سے ووٹ کے ذریعے سے اپنا فیصلہ دے سکیں، ہمارے پاس اور کوئی طریقہ رائج نہیں ہے، لیکن ایسا نہیں ہوا، لیکن جب یہ Merger ہو گیا اور آپ نے پاس کر دیا تو آپ مجھے یہ بتائیں کہ آج آپ نے اس بجٹ میں جیسا کہ بابک صاحب نے ذکر کیا، بجٹ میں اس کا حصہ کیوں نہیں ہے، اس کا ذکر

کیوں نہیں ہے؟ اگر آپ اس کے لئے تیار نہیں تھے، اپنے صوبے کا قانون فاٹا میں لاگو کرنے کے لئے، تو پھر آپ نے اس کا Merger کیوں کیا جناب سپیکر؟-----

جناب سپیکر: تھینک یو، لطف الرحمان صاحب۔

جناب لطف الرحمان: اس کے Merger کی پھر کیا ضرورت تھی، اس میں جلدی کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ پھر تو ٹائم تھا آپ کے پاس، لوگوں سے پوچھ سکتے تھے، جناب سپیکر! میرا کہنے کا اصل بنیادی مقصد یہ ہے کہ جس کے پیچھے، کسی بھی فیصلے کے پیچھے، اتنے بڑے فیصلے کے پیچھے عوام کی رائے وہی اگر شامل نہیں ہوگی تو پھر اس کے نتائج اسی طرح آئیں گے کہ، آپ اس کو حل نہیں کر سکیں گے، اس کی Policing کیسے کرنی ہے، اس کا سسٹم آپ نے بچھلا جو ہے، کیسے ختم کرنا ہے، نیا سسٹم اس میں کیسے آپ نے لاگو کرنا ہے، صوبے کا جو قانون ہے، اس کو آپ نے کیسے لاگو کرنا ہے؟

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔

جناب لطف الرحمان: میں اسی بات پہ آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں، وآخِرُ الدَّعْوَانا أَنِ ٱلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ ٱلْعٰلَمِين۔

جناب سپیکر کی جانب سے اعلان

جناب سپیکر: بہت شکریہ، جناب لطف الرحمان صاحب۔ میں ایک اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ جیسا کہ ہم نے آج Decide کیا کہ کل بجٹ پہ بحث کو وائنڈاپ کریں گے، تو فنانس منسٹر صاحب وہ وائنڈاپ سپیچ کریں گے اور اس سے پہلے جو بھی لوگ ہم Accommodate کر سکیں، ان کو Accommodate کریں گے اور Next working day پہ ڈیمانڈز فار گرانٹ لی جائیں گی، یعنی On Monday, So today is the last date، اس کے لئے جو ممبر کٹ موشنز جمع کروانا چاہتے ہیں بجٹ کے اوپر، وہ آج Last date ہے، جمع کروادیں۔ چونکہ Monday سے پھر وہ کٹ موشنز شروع ہو جائیں گی تو کل ان شاء اللہ آپ Finance Minister Sahib be ready کہ آپ نے کل وائنڈاپ سپیچ کرنی ہے۔ So, now I request to Shehram Khan Tarakai, honourable Minister for Local Government کہ وہ اپنی تقریر کریں۔ ہاں، ایک اور بات کہ جمعہ کا ٹائم ایک بج کر تیس منٹ پہ ہے، So be relax اور ان شاء اللہ ہم اس سے بہت پہلے ختم کر لیں گے۔

جناب شہرام خان (وزیر بلدیات): شکریہ جی۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: جناب سپیکر! ایک چیز۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی، ابھی کنڈی صاحب نے بھی بات کرنی ہے، کچھ اور، کیا چیز۔۔۔۔۔

وزیر بلدیات: جناب سپیکر! وہ سپیکر کا کردار ادا کر رہی ہیں۔

جناب سپیکر: ہر پارلیمانی لیڈر نے بیس منٹ سے اوپر ہی لئے ہیں اور منسٹرز اور پارلیمانی لیڈر کو ہم نے برابر رکھا ہے، صرف لیڈر آف دی اپوزیشن جو ہیں ان کو زیادہ ٹائم دیا گیا تھا۔

سالانہ بجٹ برائے مالی سال 19-2018 پر عمومی بحث

وزیر بلدیات: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ شکریہ، جناب سپیکر! میں زیادہ لمبی بات نہیں کروں گا کیونکہ کل بھی ہم سن رہے تھے اور آج بھی سن رہے تھے، سب نے باتیں کیں، اپوزیشن لیڈر نے اور پارلیمانی لیڈر اور اپوزیشن لیڈر اور باقی جو ہمارے دوست ہیں، انہوں نے بجٹ پہ اپنی وہ کیں۔ جو میں دیکھ رہا ہوں کل سے یہ آج بھی جو ڈسکشن ہوئی، ایک تاثر پتہ نہیں اپوزیشن کے ذہن میں ہونا نہیں چاہیئے، بہر حال میں Clarity کر دوں کہ جی زیادتی نہ ہو جائے، زیادتی اگر ہو گئی تو کیا ہو گا؟ اگر یہ ہو گیا تو یہ ہو جائے گا، ہمارے ساتھ ظلم نہ ہو، تو میں ایک Clarity لے آؤں کہ ان شاء اللہ اس طرح کی کوئی بات نہیں ہو گی، ہم آپ کو ساتھ رلے کر چلیں گے اور جو ایشوز ہوں گے اس پہ بھی ڈسکشن ہو گی۔ اس بار چونکہ آپ موجود تھے، آپ کی سربراہی میں اپوزیشن لیڈر جو پارلیمانی لیڈرز کی ڈسکشن ہو رہی تھی بجٹ کے حوالے سے، تو فنانس منسٹر بیٹھے ہوئے ہیں، انہوں نے Commitment کی تھی کہ اگلی بار چونکہ ان کے علم میں نہیں تھا، میرے لئے خود بھی ایک نئی بات تھی، تو انہوں نے کہا کہ اگر پہلے سے ہمارے ساتھ ڈسکس کیا جائے تو ہم نے کہا کہ اگلی بار ان شاء اللہ ہم آپ کے ساتھ ڈسکس بھی ضرور کریں گے کیونکہ یہ بجٹ پورے صوبے کا ہے، کسی کا ذاتی نہیں ہے کہ ہم چھپائیں، Ultimately واپس اس ہاؤس میں ہی آنا ہے، تو اس کو چھپانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ دوسری بات، جو ڈسکشن ہو رہی ہے، Inputs تو آ رہا ہے لیکن تھوڑا کم ہے، تنقید حد سے زیادہ ہے، تو یہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر اچھا ہے تو ہم سپورٹ کریں گے، تو میں نے کل سے کوئی ایسی بات سنی نہیں ہے کہ جس میں پوری اپوزیشن کو یہ لگے کہ جنہوں نے ڈسکشن کی ہے کہ کوئی چیز بھی اچھی نہیں ہے، بہت ساری چیزیں اس میں اچھی ہیں، اگر اس کو تھوڑا سا اس Angle سے دیکھا جائے تو نظر آ جائیں گی اور ان شاء اللہ ٹائم کے ساتھ Improve بھی کریں گے، تحریک انصاف کی دوسری باری ہے، الحمد اللہ اور ہم نے کام کئے ہیں تو دو تہائی اکثریت ملی ہے، ہم نے Deliver کیا ہے

توہم یہاں پہ دوبارہ آئے ہیں اور ہم نے اس صوبے کی تاریخ رقم کی ہے کہ ہم کارکردگی کی بنیاد پہ یہاں پہ آئے ہیں، تو ایسی کوئی بات نہیں ہے، ہم مانتے ہیں کہ اپوزیشن میں Experienced لوگ ہیں اور ان کا کافی تجربہ ہے، ان سے ہم ضرور سیکھیں گے۔ بجٹ کی طرف اگر میں آؤں تو دو تین باتیں کرنا چاہتا ہوں، ایک تو یہ کہ دیکھیں پورے صوبے، جتنے بھی صوبے ہیں، چاروں پانچوں صوبے جو ہمارے ہیں یہ 70 پرسنٹ بجٹ وفاق سے لیتے ہیں، جو ہمارے بجٹ کا 70 پرسنٹ سارے صوبے کا ہوتا ہے تو وہ وفاق کے ساتھ ہوتا ہے، تو اگر یہاں پہ ڈیبیٹ ہوئی کہ جی ہم کہتے ہیں کہ وفاقی حکومت نے تعاون نہیں کیا یا وفاقی حکومت نے سپورٹ نہیں کیا تو Obviously جہاں سے آپ کو 70 پرسنٹ آنا ہے تو وہاں سے تعاون کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے اور لوگ Expect بھی کرتے ہیں کیونکہ اس بار تحریک انصاف کی الحمد للہ وفاق میں حکومت ہے، تو اس بار خیبر پختونخوا کا صوبہ اور حکومت دونوں Expect کرتے ہیں کہ ہمیں اس بار جو ہماری Needs ہیں یا جو ہماری ضروریات یا جو ہمارے ساتھ وفاق کی Commitment ہے، وہ پوری ہو گی اور میں یہاں پر یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ ان شاء اللہ جو Commitment ہے، جو اے جی این قاضی فارمولہ کے تحت جو سو بلین ملنے ہیں تو ان شاء اللہ اس کے لئے بھی ہم آواز اٹھائیں گے، اس کے لئے بھی جائیں گے، اس کے لئے ہم بات بھی کریں گے اور ان کو ہم Convince بھی کریں گے کہ وہ ہمارے پیسے ہمیں دیں، ایسا نہیں ہے کہ ہم چپ کر کے رہیں گے، بالکل جو حکومت ہے تو ہمیں ملنے چاہئیں اور ہم پر کسی کا احسان نہیں ہے، اس صوبے پر، اگر وفاق ہمیں دے گا، ہماری اپنی حکومت ہے لیکن ہمارا شیئر ہمیں دے گی تو ہم ان شاء اللہ وہ لے کر رہیں گے۔ دوسری بات، اگر آپ پچھلے ادوار کا دیکھ لیں، فنانس منسٹر صاحب زیادہ ڈیٹیل میں کریں گے، میں نے تھوڑے سے دو تین فگرز اٹھائے کہ جو ہماری اے ڈی پی ہے، یہ 2002-03 میں کوئی گیارہ بلین کچھ تھا، پھر 2008 میں 23 پھر 2012-13 میں 38 بلین تھا، پھر لاسٹ ایئر 148 اور ابھی 180 کے قریب ہے تو اس میں Improvement آئی ہے، لیکن Obviously جب ہم کہتے ہیں کہ جو جو میں نے سنا، اپوزیشن کے ہمارے بڑے ہیں، جو لیڈرز ہیں، انہوں نے کہا ہے کہ جی سکول بننے چاہئیں، کالجز بننے چاہئیں، ہسپتال بننے چاہئیں، بالکل بننے چاہئیں، ہم یہ چاہتے ہیں کہ یہ بنیں اور ایک تعداد میں، کیونکہ ہر چیز پیسے کے ساتھ Linked ہے، جتنے آپ کے پاس پیسے ہوں گے اتنی آپ ڈیولپمنٹ کر سکیں گے، اب ٹیکسز اور نہیں لگا رہے، اب ریونیو جنریشن کا جو مسئلہ ہے، اس کو ہم فوکس کر رہے ہیں، اس بار ہم نے 'ان ہاؤس' آپس میں بھی ڈسکشن کی، جس پر فنانس منسٹر پھر کل بولیں گے ان

شاء اللہ، انہوں نے بجٹ سپیچ میں کہا کہ جو ہماری اپنی Receipts ہیں، جو ہمارا ریونیو، اس کو By all means increase کرنا ہے، ہمارے خرچے تو دن بدن بڑھتے جا رہے ہیں، ہماری پنشن بڑھ رہی ہے، ہماری سیلریز بڑھ رہی ہیں، ہماری ڈیویلپمنٹ بڑھ رہی ہے، یہاں پر پورے ہاؤس کا کیونکہ ہر بندہ ایک حلقے کو Represent کرتا ہے Other than a party or government ہر حلقے کی Representation ہے، یہاں پہ پورے صوبے کی، تو ہر بندہ یہ چاہتا ہے کہ میرا صوبہ بھی Developed ہو، میرا ملک بھی Developed ہو، لیکن میرا حلقہ بھی Developed ہو، جو اس کا Right بھی ہے اور جو اس کی آواز، اس کی خواہش ہے، وہ بالکل ٹھیک بھی ہے اور اس کو ہم Justify بھی سمجھتے ہیں، یہ میری بھی خواہش ہے اور ہر بندے کی یہاں خواہش ہے لیکن ہمیں یہ سوچنا ہے کہ جو ہمارے فگرز ہیں، جو ہمارا ریونیو ہے، اگر اس کو آپ دیکھ لیں، 03-2002 میں جو ہماری Provincial Revenue Receipts تھیں وہ 4.2 بلین تھیں جناب سپیکر، 08-2007 میں جا کر تقریباً کوئی 'سیون بلین' پہ پہنچیں، 13-2012 میں جب ہمیں حکومت مل رہی تھی، اس وقت یہ کوئی گیارہ بلین تقریباً کچھ کم، بارہ بلین کی تھیں اور 18-2017 میں یہ جا کر 31 ارب روپے پہ پہنچی ہیں، تو یہ کوئی 250 فیصد Increase ہے، یہ ٹیکس اور نان ٹیکس Receipts کی میں بات کر رہا ہوں لیکن جو ہماری Thinking ہے، جو ہماری خواہش ہے، جس پر ابھی ہم پلان کر رہے ہیں، جو ہم کرنا چاہتے ہیں، وہ ہماری سوچ یہ ہے کہ جو ہمارا ریونیو ہے اس کو ہم کیسے Increase کریں؟ ٹیکسز بھی اور نہ لگائیں لیکن جو ہمارے Existing ٹیکسز ہیں، ان کو کیسے بہتر طریقے سے ہم وصول کر سکیں تاکہ ہمارا ریونیو Increase ہو جائے، جب ہمارا ریونیو Increase ہو گا تو ہماری Spending increase ہوں گی اور اس میں پھر Definitely جو ہماری تعلیم کی، صحت کی یا باقی جو ہماری ڈیویلپمنٹ، ایگریکلچر کو، لائیو سٹاک، کو جو بھی ہے آپ دیکھ لیں، اس میں پھر ہم ان شاء اللہ ہم انوسٹمنٹ کریں گے اور اس کے لئے پھر ہم ایک کام کریں گے، مطلب یہ نہیں ہے کہ یہ جو زبانی جمع خرچ کی بات ہے، ہم ڈیلی اس ہاؤس میں تقریباً زیادہ ڈیٹیل میں اس پہ ڈسکشنز کرتے ہیں اور ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ کس طریقے سے ہم اس کو Improve کر سکیں، کون سے Steps ہیں؟، اور اس میں Definitely اس ہاؤس کی سپورٹ بھی چاہیئے ہو گی کیونکہ پورے صوبے کا مسئلہ ہے، یہاں کے عوام کا مسئلہ ہے تو ان شاء اللہ اس کو ہم کریں گے۔ دوسری، کیونکہ باتیں ہو رہی ہیں کہ جی کارکردگی اچھی نہیں ہے، کام اچھا نہیں ہے، آپ نے کچھ کیا نہیں ہے، ایسی بات نہیں ہے،

اگر ہمیں دو تہائی اکثریت ملی ہے تو ہم نے کچھ کیا ہے تو ہم یہاں پہ پہنچے ہیں، اگر آپ اس کو دیکھ لیں کہ جو ہمارا نیٹ ہائیڈل پرافٹ ہے، 6 بلین سے وہ Uncapped ہو کر 29 بلین پر پہنچ گیا، (تالیاں) تو پچھلی جو تحریک انصاف کی حکومت تھی اور Obviously پھر اس میں ہمیں سپورٹ بھی ملی تو ہم نے اس صوبے کے حق کے لئے آواز اٹھائی، تو 29 بلین پہ اس صوبے کا فائدہ ہے اور یہ ہونا چاہیئے، اس پہ ہر بندے کو ہمیں Definitely سپورٹ کرنی چاہیئے۔ صحت پر اگر میں آؤں، تحریک انصاف کی پچھلی جو صوبائی حکومت تھی، آپ اگر بجٹ اٹھا کر دیکھ لیں، سب سے پہلے اور سب سے مفید اور سب سے نایاب جو منصوبہ صحت انصاف کارڈ کا تھا، جو غریب بندہ، یہاں پر میں نے سنا جیسا کہ سردار صاحب نے کہا کہ جی ہزارہ کے لئے، اور پھر باقی دوستوں نے بھی کہا کہ جی کوئی میگا پراجیکٹ، تو میرے نزدیک اگر آپ مجھ سے پوچھیں، میری ذاتی رائے ہے کہ صحت انصاف کارڈ جیسا میگا پراجیکٹ کبھی اس ملک میں ہوا ہی نہیں، (تالیاں) یہ ایسا پراجیکٹ ہے کہ کسی ایک مخصوص علاقے کے لئے نہیں ہے، یہ Across the board، ڈی آئی خان، ٹانک سے لیکر چترال تک، تورغر تک، All a cross سب کو مل رہا ہے، 69 پرسنٹ پاپولیشن کو صحت انصاف کارڈ مل رہا ہے، اس پر یہ بات ہوئی، کل جو میں نے باتیں سنیں کہ جی اس میں فلاں بیماریاں ہیں اور فلاں نہیں ہیں، یہ تجویز اچھی تھی کہ اس کو بڑھانا چاہیئے، بالکل اس کو ہم سمجھتے ہیں کہ اس کو بڑھانا چاہیئے، اس میں ہم دیکھیں گے کہ اس کا پیسوں کے ساتھ حساب کتاب، اس کا Link پیسوں کے ساتھ ہے، تو ہم یہ سوچ رہے ہیں کہ اس کو کس طریقے سے اس میں اور بیماریاں Add کر سکیں۔ دوسرا، فنانس منسٹر صاحب نے جو بجٹ سپیچ کی، اس میں انہوں نے ایک اعلان کیا کہ اس کو ہم آٹھ لاکھ اور فیمیلیز کو Add کر رہے ہیں، تو یہ ایک ایڈیشنل ہیلتھ کے حوالے سے اور اس صوبے کے لئے خوشخبری ہے، اس کے لئے وفاق نے بھی اعلان کیا کہ فاٹا میں اور پنجاب میں بھی وہ سٹارٹ کر رہے ہیں، تو ایک اچھا پراجیکٹ ہے۔ یہاں پر بات ہوئی کہ جی تحریک انصاف کنٹینر پر چڑھ گئی، پچھلی حکومت میں اپنا حق لینے کے لئے، کیونکہ یہ چار حلقوں کی بات تھی، وہاں پہ میں نہیں جانا چاہتا لیکن یہ کہہ رہے ہیں کہ جی سی پیک کے ساتھ یہ ہو گیا، وہ ہو گیا، آپ کا حق نہیں، ہمیں نہیں ملنے دیا یا پتہ نہیں کیا ہو گیا، تو میں یہ یاد دلانا چاہتا ہوں کہ یہاں پہ تو وفاقی حکومت کا خیبر پختونخوا کی حکومت کے ساتھ ایک عجیب سا رویہ تھا، کوئی چیز شیئر ہی نہیں ہو رہی تھی، یہ سارے جو اپوزیشن کے ہمارے بھائی ہیں، جو پارلیمانی لیڈر ہیں، یہ ہمارے ساتھ کھڑے تھے کہ جی سی پیک کے ساتھ ہمیں اس میں Include کیا جائے مگر ہمیں یہ نہیں بتایا جا رہا

تھا کہ سی پیک میں کون سے ایریاز آتے ہیں؟اور ہزارہ کو اگر موٹروے گئی ہے تو یہ خوش قسمتی ہے کہ سی پیک صرف ہزارہ سے ہی گزر سکتی تھی، کوئی اور راستہ تھا ہی نہیں، اگر کوئی اور راستہ ہوتا تو وہ بھی پنجاب سے سیدھا جا کر کہیں چلا جاتا، وہ بھی خیبر پختونخوا کو نہیں دیتے، یہ تو مطلب جہاں پہ آپ کام نہیں کر سکتے یہاں پہ آپ دھرنے کی بات کر دیتے ہیں، آپ کی حکومت تھی، آپ دیتے، اس صوبے کو دیتے، وفاقی حکومت پورے پاکستان کی تھی، وہ صرف پنجاب کی تو نہیں تھی، اس کو شیئر دیتے یہاں پہ میں دو مثالیں دے دوں کہ پچھلی وفاقی حکومت کی صرف آپ کو Clarity کر دوں کہ ایک برن سنٹر، ایک برن سنٹر، سردار صاحب! آپ کے لئے بڑا ضروری ہے کیونکہ آپ کو شاید علم نہ ہو، باقی میں کلیئر کر دوں، ایک برن سنٹر جو کہ پچھلی پیپلز پارٹی کے دور، انہوں نے صوبائی حکومت سے Commitment کی تھی اور اس میں پانچ سال ہمیں لگے، وفاقی حکومت کو ہم نے کہا کہ ہمیں اس کے لئے جو ہمارا شیئر ہے، برن سنٹر، خیبر پختونخوا چونکہ دہشتگردی سے Hit ہے اور اتنے مسائل ہیں، برن سنٹر کے پیسے دے دیں، جس کے جواب میں کہا گیا کہ آج دے رہے ہیں، کل دے رہے ہیں، ہم نے لیٹر لکھے، میٹنگز کیں، آخر میں ہم نے اس کے لئے اپنا بندوبست کیا، چلڈرن ہاسپٹل کے لئے جو وفاق سے پیسے لینے تھے، جو پچھلے دور کے تھے، اس کا کہا گیا کہ آج دے رہے ہیں، کل دے رہے ہیں، وہ بھی نہیں دیئے، کچھ بھی نہیں دیا، شاید یہ پنجاب میں ہوتا تو یہ بن بھی چکا ہوتا اور دو تین اور بھی بن جاتے، لیکن جب آپ تنقید کرتے ہیں تو پھر اپنا بھی Analysis کر لیتے کہ ہم نے کیا کیا ہے؟ تیسری بات، بی آر ٹی کی بات کی گئی، میں یہ سمجھتا ہوں کیونکہ یہ میری منسٹری کے ساتھ ہے اور میں اس کو دیکھ رہا ہوں، چیف منسٹر خود اس کو دیکھ رہے ہیں، بی آر ٹی بن رہی ہے تکلیف ہے اس شہر میں، کیونکہ کنسٹرکشن ہو رہی ہے اور میں نے جو ڈیپارٹمنٹ سے بریفنگ لی تو میں نے ان کو کہا کہ خیر ہے اگر ایک مہینہ Delay بھی ہو جائے تو کوئی بات نہیں لیکن کوالٹی پر Compromise نہ کریں، اس بی آر ٹی پر اتنی انویسٹمنٹ ہو رہی ہے، اتنے پیسے لگ رہے ہیں اور یہ واپس بھی کرنے ہیں تو ایسی چیز بنائیں جس کی کوالٹی پہ Compromise نہ ہو اور یہاں پہ ایک بہترین وہ بن سکے۔ تو اس پہ کام ہو رہا ہے، ان شاء اللہ وہ آپ کے ساتھ پھر ڈیٹیل شیئر بھی کریں گے لیکن ہماری خواہش یہ ہے اور ہماری کوشش بھی یہ ہے کہ وہ جلد از جلد کمپلیٹ ہو جائے جو کہ ان شاء اللہ وہ ہو جائے گی۔ سوات موٹروے بہت جلد اسی سال کے آخر میں شاید یا جنوری میں وہ کمپلیٹ ہو جائے گی، ملاکنڈ کے لئے، ٹورازم کے لئے، وہاں کے لئے چترال تک ہماری حکومت کا بہترین پراجیکٹ ہے، کیونکہ جو آپ Job creations کی

بات کرتے ہیں یااکانومی کی بات کرتے ہیں یاBackward areaکی بات کرتے ہیں تو ملاکنڈ ریجن اور ہزارہ ریجن، جہاں پہ ٹورازم کا سب سے زیادہ Potential ہے، خیبر پختونخوا کی حکومت کی اور وفاقی حکومت کی بھی، ہماری یہ Priority ہے کہ ٹورازم کو ہم اور سپورٹ کریں، عاطف اس پہ زیادہ ڈیٹیل دے سکتے ہیں کہ یہ ان کی منسٹری کے ساتھ ہے، تو یہ انتہائی Important ہے، یہ بھی آپ کے ساتھ شیئر کرنا چاہتا تھا۔ ایک اور ضروری جو بات یہاں پر کی گئی، وہ سی آر بی سی کی جو بات مولانا صاحب نے کی، میں ان سے اتفاق کرتا ہوں کہ جو Lift Canal کا جو Irrigated area کو اس کو Irrigation purpose کے لئے Use کیا جائے گا، یہ انتہائی Important ہے، میں آپ سے بالکل Agree کرتا ہوں اور یہ صوبائی حکومت اور ہم وفاق سے بھی ان شاء اللہ اس پہ بات کریں گے، اس کے لئے ہم ہر ممکن کوشش کریں گے کہ اس کو ہم بنائیں، کیونکہ کریم خان بیٹھے ہوئے ہیں، ان کی منسٹری ہے، ان سے میں نے ابھی پوچھا ہے کہ Chinese ایک کمپنی ہے، وہ Interested ہے کہ وہ اس میں آئے اور پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ Mode میں یا جو بھی ہے اس میں ہو، وہ ڈسکس ہو رہا ہے اور تقریباً 126 بلین روپے کا یہ پراجیکٹ، بلین کا ہے یا ملین کا ہے، بہرحال ایک بہت بڑا پراجیکٹ ہے، بہت ہی Important project ہے اور جس طرح انہوں نے کہا کہ جو کل بات ہوئی، خدانخواستہ اپوزیشن لیڈر نے جو بات کی کہ ہمیں باقی صوبوں سے جب گندم کی اور اس کی Requirment ہوتی ہے تو وہ اکثر بند کر دیتے ہیں، یا تو ان کی اپنی ضروریات ہوتی ہیں تو ہمیں نہیں دیتے، تو ہمیں خود کفیل ہونے کے لئے یہ پراجیکٹ انتہائی Important ہے اور اس کو سپورٹ کرنا چاہیئے، آپ بھی سپورٹ کریں کیونکہ آپ کا ایریا ہے، بہت سارے ایم پی ایز، ایم این ایز کا، یہ ہم سب کا صوبہ ہے تو ہم اس کی سپورٹ بھی کرتے ہیں اور اس میں دوسرے کو جہاں پر بھی سپورٹ کی اور کہنے کی ضرورت ہوگی تو اس کو ہم ان شاء اللہ کریں گے، ایک اچھی تجویز ہے، اس کو کرنا چاہیئے۔ اس کے ساتھ ساتھ میگا پراجیکٹس کی بات ہوگئی، ہاں، میاں نثار گل صاحب نے ایک بات کی جو Genuine بھی ہے، دو دن پہلے ان سے گیس رائلٹی کی بات ہو رہی تھی، میری ذاتی رائے اور حکومت کی بھی یہ سوچ ہے اور اس پر ڈسکشن بھی ہم نے چیف منسٹر کے ساتھ کی ہے، فنانس منسٹر، عاطف اور باقی دو تین، ہم نے اس پر ڈسکشن کی کہ جو گیس سکیم کی رائلٹی ہے اور باقی جو رائلٹیز ہیں، یہ ان کو دینی چاہئیں، یہ ان کا حق (تالیاں) ان پہ کسی کا کوئی احسان نہیں، کسی حکومت کا، (تالیاں) اس کو ہم سپورٹ کرتے ہیں اور یہ آپ کو ملے گا ان شاء اللہ، فنانس صرف اس کا ایشو ہے، اس کو ہم Sort

out کر رہے ہیں، اس سال کا جو ہے وہ آپ کو Definitely ملے گا، فنانس منسٹر اس پہ زیادہ ڈیٹیل میں بتائیں گے لیکن یہ میں Clarity لانا چاہتا ہوں کہ اس پہ بھی ہماری کافی ڈسکشن بجٹ کے دوران اور اس کے آگے پیچھے ہوئی جس میں ہم نے کہا کہ ان پیسوں کے لئے ہمیں بندوبست کرنا چاہیئے جو کہ ان شاء اللہ آپ کو ملیں گے اور جو آپ کی چیف منسٹر کے ساتھ میٹنگ ہے، ان شاء اللہ وہ بھی ہم چیف منسٹر سے ٹائم لے کر بہت ہی جلد آپ کی، آج یا کل، جب بھی ہو سکے، The sooner, the better، تو آپ کی میٹنگ کروادیں گے، اس میں کوئی وہ نہیں ہے۔ بابک صاحب نے ایک بات کی تو تھوڑی Clarity کے لئے بات کر دوں کہ انہوں نے کہا کہ پچھلی حکومت میں کوئی ایک Sick unit آپ بتادیں جو تحریک انصاف کی حکومت نے سٹارٹ کیا ہو یا اس کو سپورٹ کیا ہو؟ تو میں نے جب کریم خان صاحب سے پوچھا تو کوئی 77 sick units پچھلے دور حکومت میں بند تھے، وہ ہم نے سٹارٹ کروائے، جن میں چار نوشہرہ، نو گدون اور 64 پشاور میں ہیں، ڈیٹیلز چاہئیں تو آپ کے ساتھ بالکل شیئر کر سکتے ہیں، اس میں کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہو گی لیکن یہ آپ کی Clarity کے لئے کہ کام ہوا ہے، ہم نے کام کیا ہے (تالیاں) ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ ایک اور بات ہوئی یہاں پہ فاٹا کے حوالے سے، سب سے Important بات ہے کہ فاٹا کا بجٹ، اور فاٹا پہ ہم نے ڈسکشن بھی کی، فاٹا ہماری Priority ہے، اس صوبے کے لئے نہیں، اس ملک کے لئے فاٹا کی Upleft development, اس کو Track پر لانا، اس کو سسٹم میں لانا، یہ ہر پاکستانی کی Responsibility ہے، ہر حکومت کی، جو سندھ کی حکومت ہے اس کی بھی Responsibility فاٹا ہے، ہماری سب سے زیادہ Responsibility اس وجہ سے ہے کہ یہ ہمارے وجود کا حصہ ہے، ہمارے ساتھ ایک ہو گیا ہے، اب صوبے کا حصہ بن گیا ہے اور سو دن کا پلان جو اس میں ہم نے ڈسکشن کی، ہاؤس میں، اور وزیر اعظم صاحب کے ساتھ بھی، دو دن پہلے بھی میری اسلام آباد میں، پرائم منسٹر سیکرٹریٹ میں وہاں پر جو سینیئر لوگ ہیں، ان کے ساتھ ڈسکشن ہوئی کہ یہ ہماری Priority ہے اور اس کو ہم دیکھ رہے ہیں کہ اس کو ہم کس طریقے سے Mainstream میں کتنے بہتر طریقے سے ہم لائیں گے اور یہاں پر اس کی ڈیویلپمنٹ، جس طرح کل ہمارے انفارمیشن منسٹر نے بھی بات کی اور انہوں نے کہا کہ تین پرسنٹ By all means سب نے فاٹا کو دینا ہے، کل کیبنٹ میں اس کا اعلان بھی کیا گیا، اس کو Approve بھی کیا گیا، تو یہ فاٹا کے لوگوں کے لئے بھی خوشخبری ہے اور ہم سب کے لئے خوشخبری ہے کہ یہ ہم دیں گے ان شاء اللہ اور ان کو ہم ڈیویلپ By all means کریں گے، انتہائی ضروری بات

ہے اور Last میں تعلیم پہ جو بات کی گئی ہے، تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ تعلیم ہماری Priority تھی، Priority ہے لیکن تعلیم میں جو Development ہے، اس پہ ٹائم لگے گا۔یہاں پہ بات ہوئی کہ جی آپ ہر ضلع میں یا ہر حلقے کو دو سکولز دیتے ہیں یا ایک سکول دیتے ہیں، تو تحریک انصاف کی حکومت نے پچھلی دفعہ، مطلب یہ ہم سے پہلے بھی ہو سکتا تھا لیکن جب ہم نے دیکھا کہ پرائمری سکول دو کمروں کا ہوتا تھا، ہماری جب حکومت آئی تو ہم نے کہا کہ چھ کلاسز اور دو کمرے، تو دو کمروں میں بچے اندر ہوں گے، باقی چار کلاسز پتہ نہیں پچھلے 65 سالوں سے باہر ہی بیٹھتی رہیں، تو ہم نے کہا، اس میں کوئی راکٹ سائنس نہیں ہے، دو کے بجائے کمرے آپ چھ کر دیں، سات کر دیں، ایک ہیڈ ماسٹر کے لئے کر دیں، بچوں کے لئے At least ایک ایک کمرہ ہونا چاہیئے تاکہ وہ چھت کے نیچے بیٹھ سکیں، تو یہ تحریک انصاف کی حکومت نے کیا، قرآن کو سکولوں میں لازم کیا ہے، تحریک انصاف کی حکومت نے کیا ہے کیونکہ میں سمجھتا ہوں اور ہر مومن مسلمان سمجھتا ہے، اور ہمارا ایمان ہے کہ حقیقی علم قرآن ہے، اگر اس کو ہم سمجھیں گے تو ہم ایک بہتر انسان کے طور پر آگے آئیں گے، اگر صرف ہم دوسری تعلیموں میں لگے رہے اور جو Actual cause ہے، وہ ہمارے بچوں کو نہ پتہ چلے تو ڈیویلپ ہی نہیں ہو گی، بہتر سیاستدان، بہتر ڈاکٹر، بہتر انجینئر، بہتر آفیسر، جو بھی ہو، بہتر انسان وہ تب ہی بنے گا اور ہمارا ایمان ہے کہ جب وہ قرآن کو سمجھے گا، اللہ کا حکم سمجھے گا، جب وہ سمجھے گا تو پھر وہ عمل بھی کرے گا، لیکن ان کو کون سمجھائے گا؟ ہم جیسے لوگ، ہم ایسا انوائرنمنٹ بنائیں گے، ایسے Steps لیں گے، اپنی نسل کو ایسے راستے پر لگائیں گے تاکہ وہ مجبوراً یہ سیکھیں، جب وہ سیکھ جائیں، سکھانا ہمارا کام ہے، جب وہ بڑے ہو جائیں تو اس پر عمل کرنا ان کا کام ہے، یہ تحریک انصاف کی حکومت نے کیا ہے (تالیاں) الحمد للہ، اور آنے والے دنوں میں یہ پنجاب میں بھی ہو رہا ہے، باقی جگہوں میں بھی ان شاء اللہ یہی Concept لیکر جا رہے ہیں، تو یہ بہترین ہے۔ دس کالجز کی بات ہوئی تو یہ بتایا گیا کہ جی دس کالجز خدا نخواستہ اے ڈی پی میں نہ آ سکے تو تحریک انصاف کی ایجوکیشن پالیسی پر پتہ نہیں کیا قیامت ٹوٹ پڑی ہے؟ دس کالجز بالکل بنیں گے لیکن ہماری Priority یہ ہے کہ جو ہم نے رواں کی ہے، اس کو تو ٹائم پر پورا کر لیں، اس کو پورے پیسے دے سکیں تاکہ جو بلڈنگز بن رہی ہیں، وہ جلدی جلدی بن سکیں اور ان میں سٹوڈنٹس جائیں، ہم دس کے بجائے بیس بنا لیں گے، جو ہم Revenue generate کر رہے ہیں، اس سے بھی ہمارے کالجز اور سکولز، لیکن یہ کہنا کہ تحریک انصاف کی تعلیم کے حوالے سے حکومتی پالیسی Down the drain کر دیں، ادھر پانی کے نالے میں، ادھر اس

کو کر دیں، یہ زیادتی ہے، ہم نے کبھی ایسا نہیں کیا کہ یونیورسٹیاں بنائیں، کالجز بنائیں، لیڈرز کے نام رکھیں اور ان کے اندر نوکریاں بیچنا شروع کر دیں، اور نوکریاں ایسے بیچیں کہ میرٹ کا اس میں ستیاناس کر دیں، تو یہ کام الحمد اللہ نہیں ہوا، این ٹی ایس کے تھرو میں یہ سمجھتا ہوں، میری ذاتی رائے یہ ہے کہ اگر چالیس ہزار سٹوڈنٹس ہم نے میرٹ پہ، ٹیچرز ہم نے میرٹ پر بھرتی کئے، میگا پراجیکٹ تھا، ہم نے سکولز میں چالیس ہزار ٹیچرز دیئے، جو پہلے نہیں تھے اور وہ بھی انصاف پہ دیئے اور یہ ہماری آپس میں بھی ڈسکشن ہوتی ہے کہ جو بھی ریکروٹمنٹ اس صوبے میں ہو رہی ہے وہ ساری ہنڈرڈ پرسنٹ میرٹ پر ہو، اس میں کوئی ایم پی اے، ایم این اے کے پاس، ہماری زندگی مشکل ہو جاتی ہے، جو اپوزیشن میں ہو یا حکومت میں، بیروزگاری ہے، لوگوں کو تکلیف ہے، مشکلات ہیں، مہنگائی ہے اور اوپر سے نوکریاں بھی نہ ہوں، ایم پی اے، ایم این اے، منسٹر کے پاس ایسی کوئی جادو کی چھڑی نہیں ہے کہ وہ سارے حلقے کے لوگوں کو نوکریاں دے دیں، اگر میں پورے صوبے کی لوکل گورنمنٹ کی نوکریاں اٹھا کر اپنے ایک گاؤں میں دینا شروع کر دوں، تب بھی میں پوری نہیں کر سکتا جناب سپیکر! تو کیوں نہ انصاف کا نظام ہو؟ ہر بندہ بجائے ایم پی اے، ایم این اے کے ڈیرے پہ جا کر وہاں پر منت سماجت کرے، کبھی ہمارے موڈ اچھے ہوتے ہیں، کبھی اچھے نہیں ہوتے، کبھی ہم پیار سے سنتے ہیں کبھی زیادہ توجہ نہ دیں تو اس غریب عوام کو کیوں نہ سیدھا راستہ دکھائیں کہ وہ میرٹ کے راستے سے جائیں، ٹیسٹ دیں، امتحان پاس کریں، واپس گھر آئیں، کسی ایم پی اے، ایم این اے کا احسان لینے کی ضرورت نہیں اور نوکری کا جو آرڈر ہے، وہ اس کے گھر میں آئے، یہ نظام ہونا چاہیئے، اسی کے لئے پاکستان آزاد ہوا ہے، اس کے لئے تو نہیں آزاد ہوا کہ میرے ڈیرے پہ لوگ آ کر منت کریں، کسی اور کے ڈیرے پہ جا کر لوگ منت کریں، اسی کے لئے ہم یہ کام کر رہے ہیں اور ان شاء اللہ اس حکومت میں، جو میری چیف منسٹر سے بھی اور ہماری In House discussion بھی ہوتی ہے کہ ہم سارے ڈیپارٹمنٹس کو کہہ رہے ہیں کہ آپ نے By all means میرٹ کو Ensure کرنا ہے، Transparency کو Ensure کرنا ہے کہ کوئی Favoritism نہیں کرنا ہے، صوبے کے کسی بھی بندے کو نوکری ملے وہ ہم سب کا ہے، سوائے میرے کے، یہ نہیں کہ صرف میرا حلقہ، میرا حلقہ میرے لئے بہت Important ہے، انہوں نے مجھے یہاں پہ بھیجا ہے لیکن انصاف کے لئے بھیجا ہے، کوئی زیادتی کرنے کے لئے نہیں کہ ایک کا حق میں دوسرے کو دیدوں، تو وہ تو خوش ہو گا لیکن اللہ بھی پوچھے گا، ادھر بھی جانا ہے، ادھر جواب کون دے گا؟ تو ان شاء اللہ اپنی بات کو وائنڈ اپ کرتا ہوں کیونکہ جمعہ کا ٹائم ہو رہا

ہے۔ میں آپ سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور میں یہ تسلی دلانا چاہتا ہوں کہ ان شاء اللہ صوبائی حکومت، تحریک انصاف کی حکومت آپ کو سپورٹ بھی کرے گی، آپ کے Valuable input کو ہم اپنے ساتھ نوٹ بھی کریں گے، آپ سے سیکھیں گے بھی، آپ کی تجاویز بھی لیں گے لیکن خدارا جو ہمارے اچھے کام ہیں، وہ صرف تنقید کے بجائے جو آپ دبے الفاظ میں کہتے ہیں کہ کوئی اچھا کرے، تو ہم سپورٹ بھی کریں گے، تو اگر لوگوں نے دو تہائی اکثریت دی ہے تو ہم نے اچھا کیا ہے تو آپ بھی تھوڑی شاباش دیا کریں، خیر ہے، اتنی کنجوسی نہ کیا کریں۔ شکریہ جی۔

(تالیاں)

<u>جناب سپیکر:</u> جی سردار صاحب! سردار یوسف کا مائیک کھولیں۔

<u>سردار محمد یوسف زمان:</u> جناب سپیکر! شہرام خان جو کہ بہت ہی نفیس آدمی ہیں، میں ان کی قدر بھی کرتا ہوں، میں یہ ریکارڈ کی درستگی کے لئے یہ بات کر رہا تھا کہ ایک تو انہوں نے کہا کہ سکولوں میں قرآن کی تعلیم دینے کے لئے، بڑا اچھا کام کیا ہے لیکن یہ جو بل پاس ہوا، یہ قومی اسمبلی میں پاس ہوا اور پورے ملک کے لئے ہوا، اس میں اچھی بات ہے کہ انہوں نے عملدرآمد شروع کیا ہے لیکن اس کا بھی کوئی خاص انتظام ابھی طریقے سے نہیں کیا اور پورے ملک کے لئے ہوا، بعض جگہوں میں عملدرآمد کرنا صوبائی حکومت کی ذمہ داری ہے لیکن۔۔۔۔۔

(شور)

<u>جناب سپیکر:</u> آپ اپنی سپیچ کر چکے ہیں۔۔۔۔۔

<u>سردار محمد یوسف زمان:</u> اساتذہ بھرتی نہیں ہوئے اور ان کے لئے یعنی جو تعلیم کا خاص انتظام۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> سردار صاحب! یہ سوال وجواب کا سیشن نہیں ہے، آپ اپنی اسپیچ کر چکے ہیں۔

<u>سردار محمد یوسف زمان:</u> نہیں نہیں، میں ریکارڈ کی درستگی کے لئے یہ بات کر رہا تھا۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> اس لئے If there is any need of any clarification، تو انہوں نے اپنی اسپیچ کی ہے تو ابھی میں کنڈی صاحب کو درخواست کرتا ہوں کہ وہ۔۔۔۔۔

(شور)

<u>جناب سردار محمد یوسف زمان:</u> میں تو صرف اتنی بات کرنا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: سردار صاحب! Your time is over آپ نے اپنی سپیچ کر لی ہے، ابھی کنڈی صاحب کو فلور میں نے دیدیا ہے، (شور) آپ اپنی اسپیچ میں اپنا حق بتا دیتے نا، یہ تو ہر ایک اگر کھڑا ہوگا اور دوسرا اس کا جواب دے گا تو یہ تو بحث ختم ہی نہیں ہوگی،
So this is the, I have already given the floor to kundi.

جناب سردار محمد یوسف زمان: سپیکر صاحب! یہ میرا حق بنتا ہے جب سب بات کرتے ہیں، میں ریکارڈ کی درستگی کی بات کرتا ہوں اور آپ مجھے-----

Mr. Speaker: Kundi Sahib, if you don’t want to take roster.

جناب احمد کنڈی: اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیمِ۔ بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ۔جناب! اگر تھوڑا سا، میں آپ کا مشکور ہوں جو آپ نے مجھے فلور دیا۔

(شور)

جناب سپیکر: جناب کنڈی صاحب۔

جناب احمد کنڈی: اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیمِ۔ بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ۔جناب! اگر تھوڑا سا، میں آپ کا مشکور ہوں جو آپ نے مجھے فلو دیا-----

(شور)

کیوں زیاں کار بنو، سود فراموش رہوں — فکر فردانہ کروں محو غم دوش رہوں
نالہ بلبل کے سنوں اور ہمہ تن گوش رہوں — ہمنوا میں بھی کوئی گل ہوں کہ خاموش رہوں
جرات اموز میری تاب سخن ہے مجھ کو — شکوہ اللہ سے خاکم بدھن ہے مجھ کو
ہے بجا شیوہ تسلیم میں مشہور ہیں ہم — قصہ درد سناتے ہیں کہ مجبور ہیں ہم
ساز خاموش ہے فریاد سے معمور ہیں ہم — نالہ آتا ہے اگر لب پہ-----

Mr. Speaker: Kundi Sahib, prayer time, time is very close, you have only five minutes.

جناب احمد کنڈی: مجھے آپ اگر صرف اپنے پانچ منٹ-----

جناب سپیکر: یہ 'شکوہ و جواب شکوہ' سب نے سنا ہوا ہے، Come to the budget please

جناب احمد کنڈی: پانچ منٹ مجھے اگر اپنے دیدیں، صرف پانچ منٹ جناب سپیکر صاحب! ماحول ذرا بہت سنجیدہ ہو گیا تھا-----

جناب سپیکر: اچھابولیں لیکن کسی اور وقت ہم آپ کو زیادہ ٹائم دیں گے۔

جناب احمد کنڈی: آپ نے میری موشن کو ہی توڑ دیا ہے، (قہقہہ) چلیں، بہر حال جس طرح اجلاس شروع ہوئے تھے تو ہم اپوزیشن ممبران نے ایک ضابطہ اخلاق رکھا تھا، ایک ضابطہ اخلاق کا تقرر ہوا تھا جس میں ہم نے یہ گزارش کی تھی، جو حکومتی ارکان کے جو فیصلے ہوں گے، اچھے فیصلے، ان کی تائید ہو گی اور جو غلط ہم سمجھیں گے ان کے اوپر تنقید ہو گی اور جو ان کے انتخابی نعرے تھے، ان کو ہم یاد دلوائیں گے اور بجٹ وہ کتابچہ ہے جس میں انتخابی نعروں کو عملی شکل دی جاتی ہے اور وہ انتخابی نعرے جو کہ تحریک انصاف کے تھے، چاہے وہ احتساب کے نام پہ تھا، چاہے وہ ساڑھے تین سو ڈیموں کی تعمیر کا تھا، چاہے وہ ایک کروڑ نوکریوں کا تھا، چاہے وہ پچاس لاکھ گھروں کی تعمیر کا انتخابی نعرہ تھا، اس کی عملی شکل ہم اس بجٹ میں دیکھنے کو ترس گئے لیکن ہمیں کہیں پہ بھی وہ نہ ملے (تالیاں) اور ہم دیکھتے رہ گئے اور ہمیں خوشی تھی جو ہمارے اس ہاؤس میں ایک ایسے ماہر اقتصادیات ہمیں ملے جو ہمارے وزیر خزانہ منتخب ہوئے، ہمیں خوشی تھی کہ جو ہمارے صوبے کی معاشی بیماریاں، ہمارے صوبے میں دہشت گردی تھی، جو دہشت زدہ صوبہ تھا، اس کی معاشی بیماریوں کا، اقتصادی بحرانوں کا حل لیکر آئیں گے اور ہمیں یہ بھی خوشی ہوئی کہ جو مرکز میں بھی ایک ماہر اقتصادیات بیٹھا اور وفاق اور صوبوں میں دونوں ماہر اقتصادیات بیٹھ کر اس غریب صوبے کو جو کہ کم و بیش تین ساڑھے تین کروڑ آبادی پہ مشتمل تھا، یہاں پہ ان بیماریوں کا علاج کریں گے لیکن، جناب سپیکر، وقت کی تنگی کی وجہ سے میں اپنی بات خود ہی مختصر کرنا چاہوں گا، ان ماہر اقتصادیات نے، اس حکومت نے ہمیں ایک تحفہ دیا اور وہ تحفہ تھا انہوں نے ایک نئی ٹرمنالوجی دی اور وہ نئی ٹرمنالوجی اکنامکس میں اگر آپ ڈھونڈیں تو آپ کو نہیں ملے گی اور وہ ٹرمنالوجی ہے 'چندہ اکنامکس' یہ ٹرمنالوجی انہوں نے ہمیں دی (تالیاں) 'چندہ اکنامکس' اگر آپ گوگل میں بھی سرچ کریں تو آپ کو 'چندہ اکنامکس' کا لفظ گوگل میں بھی نہیں ملے گا اور نہ ہی کوئی ماہر اقتصادیات اس کی تعریف کر سکے گا کہ 'چندہ اکنامکس' کیا ہے؟ میں چندے کے خلاف نہیں ہوں، ہمارے ہیروز کو چندہ کرنا چاہیئے لیکن خدارا سپیکر صاحب، ملک اور صوبے چندوں سے نہیں چلتے، سرمایہ کاریوں سے چلتے ہیں، آمدن میں اضافے سے چلتے ہیں، سپیکر صاحب (تالیاں) سب سے پہلے آج اگر آپ دیکھ لیں، ہمارے وزیر خزانہ صاحب نے کہا کہ یہ بجٹ سرپلس ہے اور یہ روایات سے ہٹ کر ہے، روایات سے ہٹ کے جو چیز تھی جناب سپیکر، مجھے آج بھی اس پہ فخر ہے، میرا تعلق اس جماعت سے ہے جس نے روایات سے ہٹ کے نہ

صرف جمہوری دور میں اٹھارہویں ترمیم دی، جس کے سرخیل سینیٹر رضا ربانی صاحب تھے اور اس اٹھارہویں ترمیم کے ہی ثمرات ہیں جو آج صوبے کو اختیارات دیئے جارہے ہیں، وہ اٹھارہویں ترمیم کی ڈاکیومنٹ ہے جس کے ذریعے ہمارے صوبے کو وسائل مل رہے ہیں، شیئر بڑھ رہا ہے، ہمارا صوبہ اگر آج قرض لینے کے قابل ہوا ہے تو وہ اٹھارہویں ترمیم کی ڈاکومنٹ ہے جو کہ پاکستان پیپلز پارٹی کی دی ہوئی ڈاکیومنٹ ہے اور میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں جناب سپیکر، اٹھارہویں ترمیم وہ ڈاکیومنٹ ہے جس کے بارے میں قانون دان کہتے ہیں کہ اگر سقوط ڈھاکہ سے پہلے یہ ڈاکیومنٹ آ جاتی تو ہمیں یہ سقوط ڈھاکہ والی شرمندگی آج نہ اٹھانا پڑتی، اور یہ سہرا پاکستان پیپلز پارٹی اور اس کی اتحادی جماعتوں کو جاتا ہے۔ سپیکر صاحب! بجٹ کی طرف آؤں گا، وزیر خزانہ صاحب کہتے ہیں کہ یہ سرپلس بجٹ ہے، خوشحال بجٹ ہے، ہمارے دیہات کی اکنامکس میں، میرا تعلق ایک دیہات سے ہے، جب بھی ہماری آمدن اخراجات سے اگر زیادہ ہو تو سب سے پہلے ہم قرضے اتارتے ہیں لیکن یہاں پر قرضے لیے جارہے ہیں، آپ اگر ترقیاتی بجٹ کو دیکھیں جس کی مالیت 180 ارب ہے، 180 ارب سے آپ 109 ارب روپے نکال لیں، 71 ارب فارن اسسٹنس ہے، 71 ارب سے آپ 26 ارب بھی نکال لیں جو کہ گرانٹ ہے، 44 ارب روپیہ آپ نے Loan لینا ہے اور وہ Loan پر آپ نے کیا کرنا ہے؟ ایک ایسا پراجیکٹ کرنا ہے جس کا نام بی آر ٹی ہے، بی آر ٹی، میں تو اسے کہتا ہوں کہ یہ جو پراجیکٹ ہے، یہ 'Burden Rapid Transport System' ہے، یہ آپ کا بوجھ بڑھائے گا، جناب سپیکر صاحب! بی آر ٹی پر بھی تفصیلی بات ہو گئی جو کہ 48 ارب روپے سے لیکر 68 ارب تک پہنچ چکا ہے، کل بھی سی ڈی ڈبلیو پی میں اس پر میٹنگ ہوئی ہے اور یہ آگے بھی جائے گا، خدارا میرے وزیر بلدیات صاحب نے کہا کہ پیسوں کا مسئلہ ہے، پیسوں کا مسئلہ نہیں ہے، ترجیحات کا مسئلہ ہے، ہماری ڈائریکشن ٹھیک نہیں ہے، ہماری سمت ٹھیک نہیں ہے، ایک 48 ارب کا پراجیکٹ کرنے جارہے ہیں، جس کا کوئی Rate of return نہیں ہے، آج بھی آپ کی حکومت نے سبسڈی ختم کی ہے، 12 ارب روپے سبسڈی، تین میٹرو پراجیکٹس کئے ہیں، راولپنڈی، ملتان اور لاہور۔۔۔۔۔

<u>Mr. Speaker</u>: Please, conclude. نماز بالکل قریب آرہی ہے۔

<u>جناب احمد کنڈی</u>: آپ نے پہلے بھی موشن کو توڑا ہے اور اب بھی موشن توڑ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ آئندہ کٹ موشن پر لمبی تقریر کر لیں، کٹ موشن کے اوپر آپ کو زیادہ ٹائم دے دیں گے۔

جناب احمد کنڈی: میں آخر میں جناب سپیکر صاحب! بس ہم جنوبی اضلاع والے ویسے بھی محروم رہتے ہیں، میری پہلی سپیچ تھی، بڑا جوش تھا، ولولہ تھا، شروع میں بھی آپ نے موشن کو توڑ دیا ہے، ابھی بھی آپ-----

جناب سپیکر: آپ سے 'شکوہ جواب شکوہ' ہم ضرور سنیں گے، But at some proper channel۔

جناب احمد کنڈی: چلیں، میں آپ کو ایک آخری شعر سنا دیتا ہوں، میں یہ صرف کہنا چاہتا ہوں، ترجیحات کا مسئلہ ہے اور اگر ہم نے آج صحیح فیصلے نہ کئے تو کل آنے والی نسلیں ہمیں بھی معاف نہیں کریں گی۔

جو آج خود افروز و جگر سوز نہیں ہے — وہ کل کے غم و عیش پر کچھ حق نہیں رکھتا

جس قوم کی تقدیر میں امروز نہیں ہے — وہ قوم نہیں لائے گی ہنگامہ پردا

آپ کا شکریہ۔

جناب سپیکر: بہت خوب کنڈی صاحب، تھینک یو ویری مچ۔ میں ایک اناونسمنٹ کر لوں، یہ کل جو ہم نے سہیل جرنلسٹ شہید کے بارے میں آئی جی پی صاحب سے انکوائری مانگی تھی کہ اب تک کیا پراگریس ہے؟ وہ آچکی ہے ہمارے پاس اور بہت تندہی کے ساتھ اس میں پولیس لگی ہوئی ہے۔ ایک تو جو ساری Facts، جو بنیاد تھیں، وہ انہوں نے دے دی ہیں کہ یہ جو Murder تھا یہ منشیات کے لوگ تھے، ویسے یہ آپس میں Relatives ہیں تو انہوں نے سوشل میڈیا پر چونکہ خبر چھپی تھی اور پتہ نہیں، جس کی وجہ سے وہ گھات لگائے بیٹھے تھے اور اس وجہ سے سہیل شہید کا Murder ہوا، اس کے لئے سپیشل انویسٹیگیشن ٹیم بھی بن چکی ہے جس میں پولیس افسران کے علاوہ پریس کلب ہری پور کے صدر ہیں اور ڈی آر سی کے چیئرمین ہیں تحسین الحق اور ذاکر خان تنولی، یہ دونوں اس میں شامل ہیں تاکہ مزید Transparency سامنے آئے اور Dedicated team بن چکی ہے، اس کے لئے چار ٹیمیں ہیں، انفارمیشن پارٹی، ٹیم اے ہے CDR analysis، ٹیم سی ہے Interrogation, investigation، ٹیم ڈی ہے Rapid Raid Party اور اس کے علاوہ بھی، ایف آئی اے کے ساتھ وہ Correspondence میں ہیں اور جو ہری پور ڈسٹرکٹ کے ساتھ جو بارڈر ایریاز ہیں، Adjacent District ان کی پولیس کے ساتھ بھی وہ رابطے میں ہیں اور سی ٹی ڈی پولیس کے ساتھ اور انٹیلی جنس ایجنسیز کے ساتھ بھی رابطے میں ہیں، So, I

am thankful to IG Sahib کہ انہوں نے ہماری کل کے اس پر، اور کوئی جرنلسٹ اگر حاصل کرنا چاہتا ہے تو یہ رپورٹ سیکرٹری صاحب سے لے لیں۔ جی اکرم خان درانی صاحب۔

جناب اکرم خان درانی (قائد حزب اختلاف): اگر فنانس منسٹر اس ہاؤس میں اس کی وضاحت کریں، 2002 سے 2007 تک میں سی ایم رہا، اس کے بعد امیر حیدر خان ہوتی صاحب رہے اور اس کے بعد پانچ سال جو تھے پرویز خٹک صاحب سی ایم رہے، ان حکومتوں میں اس صوبے میں کتنا قرضہ میں نے لیا ہے، کتنا امیر حیدر خان نے لیا ہے اور کتنا پرویز خٹک صاحب کی حکومت نے لیا ہے؟ یہ ذرا پھر وضاحت کریں اور اس صوبے کی میرے وقت میں کتنی آمدن بڑھی ہے؟ اس کی بھی وضاحت کریں اور جتنا حیدر خان صاحب کے وقت میں ہوا ہے اور جتنا ان پانچ سالوں میں ہوا ہے، تو یہ دو باتیں اگر وہ نوٹ کرلیں اور یہ بھی کرلیں اور میرے وقت میں کتنا مہنگا قرضہ ہم نے واپس کیا ہے اور دوسری حکومت کا کتنا مہنگا قرضہ واپس ہوا ہے اور تیسری حکومت میں کتنا مہنگا قرضہ واپس ہوا ہے اور کس حکومت نے اس صوبے پر بوجھ بڑھایا ہے اور کم نہیں کیا؟ تھینک یو۔

جناب سپیکر: تھینک یو، وہ اب سارے پوائنٹس نوٹ کر رہے ہیں۔

The sitting is adjourned till 10:00 am tomorrow, Saturday, 20th October, 2018.

(اجلاس بروز ہفتہ مورخہ 20 اکتوبر 2018ء صبح دس بجے تک کے لئے ملتوی ہو گیا)